چکوڑی شریف کی چار تاریخ ساز شخصیات کا تذکرہ

حضرت حافظ محمد نور الدین فاروقی

حضرت صاحبزادہ محمد امین فاروقی

بعنوان

چار باغِ چکوڑی

۱۴۴۶ھ

حضرت حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی

حضرت صاحبزادہ ظفر علی عباسی ہاشمی

از

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

مونیاں شریف گجرات

چکوڑی شریف کی چار تاریخ ساز شخصیات کا تذکرہ

حضرت صاحبزادہ محمد امین فاروقی

حضرت حافظ محمد نور الدین فاروقی

بعنوان

چار باغِ چکوڑی

۱۴۴۶ھ

حضرت صاحبزادہ ظفر علی عباسی ہاشمی

حضرت حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی

از
صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی
مونیاں شریف گجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصنیف	✿	چار باغِ چکوڑی (1446ھ)
مصنف	✿	صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی
موضوع	✿	تاریخ و تذکرہ
صفحات	✿	80
تعداد	✿	500
اشاعت	✿	محرم 1447ھ (جولائی 2025ء)
قیمت	✿	200 روپے
طابع	✿	مجاہد گرافکس گوجرانوالہ

ملنے کا پتا

صاحبزادہ محمد فرید الامین فاروقی

دارالفیض موہنیاں شریف ضلع گجرات

بات

چکوڑی شریف (چکوڑی بھیلووال) ضلع گجرات ہماری یونین کونسل کا سب سے بڑا اور مرکزی گاؤں ہے۔ اس گاؤں میں چھوٹے بڑے کئی خاندان بستے ہیں۔ خاندانِ فاروقی اور خاندانِ عباسی یہاں کے سب سے عظیم خاندان مانے جاتے ہیں۔ ان دونوں خاندانوں نے کئی اہلِ فضل و کمال کو جنم دیا ہے۔ جن میں سے چار نام بہت بڑے ہیں۔

1۔ حضرت خواجہ حافظ نور الدین فاروقی نقشبندی

2۔ حضرت صاحبزادہ محمد امین فاروقی چشتی سیالوی

3۔ حضرت خواجہ حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی گولڑوی

4۔ حضرت صاحبزادہ ظفر علی عباسی ہاشمی گولڑوی

یہ چاروں بزرگ دیگر کئی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اہلِ قرطاس وقلم بھی تھے۔

مجھے خوشی ہے کہ اس کتاب میں ان چاروں کا تعارف و تذکرہ اپنے قارئین تک پہنچا رہا ہوں۔ امید ہے آپ کو یہ کاوش پسند آئے گی۔

والسلام

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

موہنیاں شریف

فہرست

انتساب

یوسفِ چکوڑی

حضرت

صاحبزادہ پیر محمد یوسف فاروقی چکوڑوی

چشتی نظامی سیالوی

رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

شانِ چکوڑی

مہکتا رہے گلستانِ چکوڑی
رہیں شادماں ساکنانِ چکوڑی

کبھی کم نہ ہو عزّ و شانِ چکوڑی
بڑھیں رات دن قدر دانِ چکوڑی

رسول و سلام و غلامِ محمد
بڑے لوگ ہیں واقفانِ چکوڑی

چراغ اِسکا روشن ہوا نورِ دیں سے
منور نہ کیوں ہو جہانِ چکوڑی

اِسے جانیے فیض خواجہ امیں کا
جو آیا ہے لب پر بیانِ چکوڑی

کہاں ہیں نظر کیوں نہیں ہم کو آتے
وہ یوسف ہمارے وہ جانِ چکوڑی

ارے پیر نورالامیں کا ہی در ہے
درِ خواجۂ خواجگانِ چکوڑی

عروسؔ ایک مجلس میں کیسے بیاں ہو
نہیں مختصر داستانِ چکوڑی

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

موہنیاں شریف

تقریظ

ہم نشینی جوئی با اہلِ وفا

قلب شاں آئینۂ حق از صفا

اہل وفا کے پاس بیٹھنے کی کوشش کرو۔ان کا دل صفائی میں آئینۂ حق کی طرح ہوتا ہے۔

اہل وفا کے پاس بیٹھنے سے ایک مراد تو یہ ہے کہ ان تک سفر کیا جائے،ان کی خدمت اقدس میں بصد اخلاص حاضر ہوا جائے اور اکتسابِ فیض کیا جائے۔لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو پھر ان کے ذکر کی بارگاہ میں حاضر ہوا جائے۔ان کا تذکرہ بھی ان کے نفوس قدسیہ سے معطر ہوتا ہے اور مشامِ جاں میں حیاتِ نو بن کے اتر جاتا ہے۔ چار باغ چکوڑی کے مصنف صاجزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی زید مجدہ نے بھی اسی کا اہتمام کیا ہے۔بقول شاعر

رنگ باتیں کریں اور باتوں سے خوشبو آئے

صاجزادہ صاحب نے چکوڑی شریف کی چار نابغہء روزگار شخصیات کا ذکر کیا ہے۔جن میں ہر شخصیت اپنی جگہ پر میدانِ علم و عمل ہو، جادہ شریعت و طریقت ہو، تعلیم و تربیت کی دنیا ہو، فضائے عرفانِ الٰہی ہو یا مطلع عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ایک نیر تاباں تھی۔ ہر شخصیت کے محاسن بیان کرنے کے لیے کئی دفتر چاہییں۔لیکن انھوں نے کمال اختصار سے کام لیا ہے۔

حضرت حافظ محمد نور الدین فاروقی نے اس علاقہ میں علم وشعور کے انقلاب کی بنیاد رکھی۔ حضرت صاحبزادہ محمد امین فاروقی مطلع تصوف پر آفتاب طریقت بن کر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد چراغ عباسی ہاشمی نے مہرِ گولڑہ کی تجلیوں سے ایک جہان کو روشن کر دیا اور حضرت صاحبزادہ ظفر علی شاہ عباسی ہاشمی نے نوجوان نسل کو فکرِ اقبال سے منور کر کے ان کے اندر تجدیدی جذبہ بیدار کر دیا۔

اپنے قارئین کی خدمت میں پورے وثوق سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ان شخصیات کا تذکرہ صرف ماضی کی جانکاری نہیں بلکہ ایک سالک کے لیے نشانِ منزل بھی ہے۔ صاحبزادہ صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اپنے علمی خانوادے کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی معلومات اور خاندانی نوادرات سب تک پہنچانے کی سعی کی۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب پاک ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے اور ہم پاکبازوں کے تذکرے سے محظوظ ہوتے رہیں۔

از

خاکپائے اہل اللہ

پیر غلام انصر علی چشتی

آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کنجاہ شریف

حضرت خواجہ حافظ نورالدین فاروقی

ولادت

حضرت خواجہ حافظ محمد نورالدین فاروقی ٹھیکریاں شریف میں حضرت خواجہ حافظ غلام رسول فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں لگ بھگ ۱۲۴۰ھ (1824ء) کو پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر

آپ کا شجرہ نسب حضرت شاہ بھیکھو رحمۃ اللہ علیہ [1] سے ہوتا ہوا حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور پھر بابا صاحب سے ہوتا ہوا خلیفہ ثانی مرادِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

آپ کے آباء واجداد میں بڑی بڑی بزرگ ہستیاں گزری ہیں بلکہ اگر کہا جائے کہ آپ کے تمام آباء صاحبانِ فضل وکمال اور بے مثل و بے مثال تھے تو غلط نہ ہوگا، لیکن کم وبیش سبھی نے گوشہ نشینی اور گمنامی کی زندگی بسر کی۔

---

[1] حضرت شاہ بھیکھو رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ تھے۔ نسبی تعلق حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے تھا۔ ابتداءً آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے نواح میں رہتے تھے۔ وہیں آپ نے سلوک کی منازل طے کیں۔ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کو خیر باد کہا اور پنجاب میں تشریف لے آئے۔ آپ کی تبلیغ دین سے کثیر تعداد میں غیر مسلم مسلمان ہوئے۔ اندازاً عہدِ جہانگیری میں آپ ککہ میں تشریف لائے اور عہدِ شاہجہانی میں آپ نے وصال فرمایا۔ حاکمِ گجرات و وزیر آباد بدیع الزمان کے دور میں آپ حیات تھے۔ عہدِ عالمگیری کے شاعر محمد بقا کنجاہی اپنی مثنوی چہار فصل کابل میں شاہ بھیکھو رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح یاد کرتے ہیں۔

ازو کابل شدہ ہم فیض مکہ   چناں کز شاہ بھیکھو خاک ککہ

والدِ گرامی

حضرت خواجہ حافظ غلام رسول فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خالصہ عہد کے بہت بڑے عالم ربانی تھے۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت غلام رسول رسول نگری رحمۃ اللہ علیہ [1] جیسے غوثِ زمان بھی شامل ہیں۔ حضرت خواجہ حافظ غلام رسول فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے 20 نومبر 1866ء کو منگل کے دن مطابق ۱۱ رجب ۱۲۸۳ھ کو عصر کے وقت وصال فرمایا۔ آپ ٹھیکریاں شریف میں دفن ہیں۔ مولانا نور احمد [2] نے آپ کے وصال پہ درج ذیل قطعہ تاریخ کہا:

واقف سرِ الٰہی، عالم شرعِ رسول ۔۔۔ صاحب کشف و کرامت ہادیِ جملہ جہول
زیں سرائے عالم فانی چو ناگہ رخت برد ۔۔۔ کرد در قصر بہشتی بادلِ خرم نزول
لیک دارِ علمؔ و نورؔ و دینؔ بے رونق شدہ ۔۔۔ ایں مراتب می شود اولاد اور اپس حصول
بئس موتُ الجاہلین و نعم موتُ المکرمین ۔۔۔ نعم قصر من قصور نعم فی القصر دخول
بئس دار السقر للکفار قد بئس القرین ۔۔۔ انما الفردوس ملک للکرام لفی الوصول
می رسد از ما بروحش صد سلام و صد درود ۔۔۔ وز خدا بر قبر پاکش می کند رحمت شمول
یازدہ بودہ ز رجب عصر سہ شنبہ بداں ۔۔۔ کاں زماں گردید عالم جملہ از ہجرش ملول
نورؔ احمد می نویسد مصرعِ تاریخِ نقل ۔۔۔ ''کاملِ توحیدِ باری، فائقِ دینِ رسول''

۱۲۸۳ھ

---

[1] آپ کے حالات جناب خالد محمود قادری کی کتاب تاریخ علی پور چٹھہ میں پڑھے جاسکتے ہیں۔

[2] مولوی نور احمد باگڑ بانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ماہر لسانیات اور قادر الکلام شاعر اور ماہر تاریخ گو تھے

حفظِ قرآن

حفظ آپ نے ٹھیکریاں شریف میں اپنے والد گرامی کے زیرِ سایہ کیا۔

ابتدائی تعلیم

حفظ قرآن کے بعد ابتدائی تعلیم آپ نے منگووال میں حضرت حافظ سید عبدالرحیم شاہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ [1] کے پاس حاصل کی۔ چنانچہ سید عبدالباسط [2] تاریخ ساداتِ خوارزمیہ میں لکھتے ہیں:

> استاذِ کل فی الکل [3] حضرت نورالدین صاحب چکوڑوی نے ہم سے ذکر فرمایا تھا کہ مجھ کو قرآن شریف حفظ کرانے کے بعد میرے والد نے منگھووال حاضر ہو کر حضرت حافظ صاحب کی خدمت شریف میں کتاب کریما شروع کرائی اور حضرت حافظ صاحب نے اول اول یہ شعر زلیخا [4] کا مجھ کو یاد کرایا:

---

[1] سید عبدالرحیم شاہ خوارزمی یکے از ساداتِ مدینہ سیداں تھے۔ معین الدین پور میں سید محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ مراد رحمۃ اللہ علیہ (سمن پنڈی)، حضرت نور احمد قادری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (کھیالی، گوجرانوالہ)، حضرت غلام مرتضیٰ قصوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر محمد بقا رحمۃ اللہ علیہ (رائے کوٹ، لدھیانہ) جیسے اکابر بزرگوں سے فیضاب ہوئے۔ منگووال غربی تشریف لے آئے۔ مسجد کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ 11 ربیع الثانی بروز ہفتہ 1245ھ میں وصال فرمایا۔ ''سراپا شرافت'' سے سالِ وصال برآمد ہوتا ہے۔

[2] سید عبدالباسط المعروف محمد عالم حضرت حافظ سید بقاء اللہ شاہ بن حضرت حافظ سید عبدالرحیم خوارزمی کے پوتے تھے۔ 1322ھ میں تاریخِ ساداتِ خوارزمیہ مرتب کی۔ کتاب کے سرورق پہ طبع کا مادہ ''تاریخِ ہمایوں'' بھی درج ہے۔

[3] استاذ الکل فی الکل خواجہ نور الدین چکوڑوی کا لقب تھا۔ [4] مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی

الٰہی غنچۂ امید بکشا
گُلے از روضۂ جاوید بنما

اس کے بعد فرمایا:

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما

علومِ متداولہ کی تحصیل

منگووال سے حصولِ علم کے بعد آپ لاہور حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ [1] کے مدرسہ میں تشریف لے گئے اور علومِ متداولہ پر عبور حاصل کیا۔ کچھ کتب آپ نے حضرت مولانا احمد الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ [2] سے بھی پڑھیں۔ اس کے بعد آپ نے دہلی کا رخ کیا جو اس زمانے میں علم و ادب کا مرکز تھا۔

---

[1] حضرت مولانا غلام محی الدین بن حضرت حافظ نور حیات عالم اجل، فاضل اکمل، فقیہ محدث، صاحب کمالات صوری ومعنوی تھے۔ روز دوشنبہ ماہِ محرم ۱۲۱۰ھ کو پیدا ہوئے۔ صغر سنی میں بچوں کے ساتھ نہ کھیلتے اور خاموش رہتے۔ بارہ برس تک دہلی میں رہے۔ مختلف علماء سے مختلف علوم سیکھے۔ حدیث حضرت مولانا محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی اور اس کی سند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ لاہور میں حکیموں کی لال مسجد میں 30 سال پڑھایا پھر چودہ سال اپنے آبائی علاقہ بگہ میں پڑھایا۔ ۳۰ شوال ۱۲۷۳ھ کو وصال فرمایا۔ بگہ میں مدفون ہوئے۔ ”سحابِ بخشش“ سے سالِ وصال برآمد ہوتا ہے۔

[2] حضرت مولانا احمد الدین بگوی حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی کے برادرِ اصغر تھے۔ آپ بھی جامع علوم وفنون تھے۔ ۱۲۲۳ھ کو پیدا ہوئے۔ 14 سال دہلی میں پڑھتے رہے۔ ریاضت ومجاہدہ بدرجہ کمال تھا۔ مقبولِ درگاہِ الٰہی ایسے تھے کہ جو کچھ زبان سے نکلتا پورا ہو جاتا۔ بھائی صاحب کے وصال کے بعد 13 سال زندہ رہے۔ اپنے بھائی سے 13 سال ہی چھوٹے تھے۔ وفات آپ کی ۱۳ شوال شب یک شنبہ ۱۲۸۶ھ کو ہوئی۔ مولانا فقیر محمد جہلمی نے ”غفور“ سے سالِ وصال نکالا۔

ذکرِ نور میں ہے کہ دہلی میں حضرت مولانا علامہ فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ [1] آپ کے ہم درس تھے۔

بیعت وخلافت

آپ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ [2] کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ نہ صرف بیعت ہوئے بلکہ آپ کو جناب سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ انوار محی الدین کے مصنف نے آپ کا تذکرہ حضرت قصوری کے کبار خلفاء میں کیا ہے اور لکھتے ہیں:

---

[1] حضرت مولانا فیض الحسن 1816ء (1232ھ) کو سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن کھیل کود اور پتنگ بازی میں گزرا۔ آغازِ شباب میں پہلوانی کا شوق ہوگیا۔ بعد ازاں تعلیم کی طرف راغب ہوئے اور ایسے راغب ہوئے کہ بہت سوں کو پیچھے چھوڑ دیا یہاں تک کہ اپنے فضل وکمال کی بدولت اورینٹل کالج لاہور کے پہلے صدرِ شعبہ عربی مقرر ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں کئی جلیل القدر لوگوں کے نام آتے ہیں۔ آپ زندگی کے مختلف حصوں میں مختلف ناموں کے ساتھ مشہور رہے۔ 6 فروری 1887ء مطابق جمادی الاول 1304ھ کو وفات پائی۔ آپ کا سالِ وصال ''خوبصورت'' ہے

[2] مخدومے از مخدومانِ قصور حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ شیخ المشائخ، امام الفضلاء اور مرجع العرفاء تھے۔ آپ کا شجرہ نسب خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ قطب الاقطاب حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (1240ھ/ 1824ھ) کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ تمام علوم متداولہ میں مہارت کاملہ رکھنے کے ساتھ ساتھ شعر وسخن کا بہترین ذوق بھی رکھتے تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں بے تکلف اظہارِ خیال فرماتے تھے۔ آپ نے 22 ذی قعد 1270ھ مطابق 17 اگست 1854ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار قصور شریف میں ہے۔ آپ کی تاریخ رحلت اُستاذ العباد، پیرِ خوش نصیب، ثنا خوانِ نبی، خرد پرورِ پنجاب، خواجہ ماہتاب رو، سرورِ اصحابِ بصیرت، شمعِ جلالتِ قصور، فردِ خاندانِ بزرگان اور مظہرِ حسنِ ادب سے نکلتی [illegible]

حافظ صاحب قبلہ عالم خواجہ شاہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کے اہم خلفاء میں سے تھے۔آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے، تمام علوم متداولہ پر پورا عبور اور دسترس تھی۔آپ کو حضرت خواجہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ نے فقہ، حدیث، منطق، فلسفہ، ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا۔خواجہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنے کے بعد آپ نے چکوڑی شریف میں جا کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔طالبانِ حق اور تشنگانِ علم کی بہت بڑی تعداد دور دور سے کھنچی چلی آتی تھی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

چکوڑی شریف آمد

تکمیل علم کے بعد آپ نے ٹھیکریاں شریف میں اپنے والد گرامی کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔چکوڑی کے لوگ آپ کے والد گرامی کے معتقد تھے، جب انھوں نے دیکھا کہ حضرت کا بیٹا اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے لوٹا ہے تو ٹھیکریاں میں آپ کے والد گرامی کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اپنا یہ بیٹا ہمیں عنایت فرمائیں تا کہ ہم اس سے مستفید ہو سکیں۔آپ کے والد گرامی نے اہلِ چکوڑی کی عرضی منظور کرتے ہوئے آپ کو چکوڑی بھیج دیا۔آپ چکوڑی تشریف لے گئے۔امامت تو آپ کراتے ہی تھے۔مسجد میں آپ نے درسِ نظامی کے اسباق کی تدریس بھی شروع کر دی اور دیکھتے ہی

دیکھتے ہر طرف آپ کے مدرسہ کی دھوم مچ گئی۔ دور دور سے طلباء حصولِ تعلیم کے لیے آنے لگے۔

چکوڑی شریف کا مدرسہ

History of indigenous education in the punjab میں ڈاکٹر لٹنر (1) نے آپ کے مدرسے کا ذکر اس طرح کیا ہے:

The largest school in this circele at Chikori Bhallwal attached to a mosque, under Maulvi Nuruddin and his son-in-law Mohammad Alim, who are both surperior men; there are 105 pupils (90 boys and 15 girls).

"اس (ڈنگہ) سرکل میں سب سے بڑا اسکول چکوڑی بھیلووال میں ہے جو کہ ایک مسجد سے ملحق ہے۔ یہ سکول مولوی نورالدین اور ان کے داماد مولوی محمد عالم کی زیرِ نگرانی چل رہا ہے۔ دونوں اعلیٰ انسان ہیں۔ یہاں 105 طالب علم ہیں۔ 90 لڑکے اور 15 لڑکیاں[1]"

---

[1] ڈاکٹر لٹنر مشرقی علوم کے ماہر اورینٹل کالج کے پہلے پرنسپل اور پنجاب یونیورسٹی کے بانی تھے۔

[2] لڑکیاں گھر پر حضرت حافظ نورالدین کی بیٹی یعنی مولانا محمد عالم صاحب کی اہلیہ مقبول بی بی صاحبہ کے پاس پڑھتی تھیں۔ مولانا محمد عالم صاحب کا تعارف اگلے صفحات میں دیکھیں!

درس و تدریس

عام طور پر درسِ نظامی کی طرف حفظِ قرآن کے بعد توجہ کی جاتی ہے۔آپ کے پاس بھی جو طلباء درسِ نظامی کے لیے آتے تھے کم وبیش سبھی حفاظ ہوتے تھے۔آپ کو یہ بھی فکر ہوتی تھی کہ کہیں یہ منزل نہ بھول جائیں لہذا آپ نمازِ تہجد سے فارغ ہو کر نمازِ فجر سے قبل حفاظ کی منزلیں سنتے تھے۔فجر کے بعد مختصر وقائع اور تلخیص وغیرہ کتب کی زبانی منزل پڑھنے کے بعد درسِ نظامی کے اسباق پڑھانا شروع کرتے تھے اور پھر یہ سلسلہ دن چڑھے تک جاری رہتا۔

فخر و افتخار

اگر چہ آپ اُستاذ الاساتذہ حضرت غلام محی الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ سے حصولِ علم کے بعد دہلی میں بھی پڑھتے رہے ہیں مگر آپ فخر اسی پر فرماتے تھے کہ آپ حضرت غلام محی الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

شرعی فیصلے

آپ ضلعی عدالت میں شرعی جج بھی رہے۔لہذا شرعی فیصلوں کے لیے عدالتہائے گجرات میں تشریف لے جاتے۔

عدالتوں میں کرسیِ صدارت پر متمکن ہو کر شرعی فیصلے کرتے۔اکثر آپ کو عالی جناب پاسک صاحب بہادر [1] کی عدالت میں جانے کا اتفاق ہوتا۔

[1] پاسک صاحب گجرات کے ڈپٹی کمشنر تھے۔علماء وفضلاء کے قدردان تھے۔آپ نے گجرات میں کئی قابل ذکر کام کروائے۔

طلباء کے اسباق کا حرج نہ ہو اس لیے آپ طلباء کو ہمراہ لے جانے لگے۔ پاسک صاحب کی عادت تھی کہ جس تاریخ کو آپ شرعی فیصلہ کے واسطے جاتے پاسک صاحب چپڑاسی کو مین گیٹ پہ آپ کے پاس بھیج دیتے اور خود کمرہ عدالت کے باہر آپ کا استقبال کرتے۔ عادت مستمرہ کے مطابق ایک روز جب چپڑاسی آپ کو لینے آیا آپ تدریس میں مشغول تھے، ذرا توقف ہو گیا۔ پاسک صاحب مین گیٹ پہ دیکھنے چلے آئے کہ کیا معاملہ ہے، آج آپ کو آنے میں دیر کیوں ہوئی۔ طلباء کا رش دیکھا تو کہنے لگے یہ کیسا ہجوم ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے شاگرد ہیں، اسباق کا حرج نہ ہو اس لیے میرے ساتھ ہی آجاتے ہیں۔

کچھ دنوں کے بعد پاسک صاحب میاں خاں[1] کے ساتھ چکوڑی شریف میں بلا اطلاع چلے آئے۔ دیکھا کہ واقعی طلباء کی کثرت ہے۔

چند دن کے بعد پاسک صاحب نے اپنے خاص الخاص کلرک کے ہاتھ ایک دستاویز بثبت دستخط روانہ کی جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

جو آدمی سرکاری عدالتوں میں اپنا شرعی فیصلہ کرانا چاہتا ہو وہ چکوڑی حاضر ہو کر حافظ نورالدین صاحب سے فیصلہ کرائے۔ حافظ نورالدین صاحب جو کہ سرکاری جج ہیں، عدالتوں کی حاضری سے مستثنٰی ہیں۔

---

[1] ٹھوالذیل کے ذیلدار

اس کے بعد جسے شرعی فیصلہ کرانا ہوتا وہ چکوڑی شریف آجاتا۔

آپ صاحب علم وعرفان بھی تھے اور صاحب فہم وفراست بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو کسی کا ڈر بھی نہیں تھا لہذا عمدگی اور خوبی سے فیصلے فرماتے۔

مولانا محمد شفیق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ [1] لکھتے ہیں کہ وہ دستاویز جس پر پاسک صاحب نے قلمی دستخط کیے تھے ابھی تک اس خاندان کے پاس موجود ہے۔ [2]

ادب واحترام

عوام وخواص سبھی آپ کا ادب واحترام کرتے تھے۔ کوئی آدمی آپ کو رستے میں دیکھ لیتا تو کھڑا ہو جاتا، جب آپ وہاں سے گزر جاتے تو وہ آدمی پیچھے چلنے لگتا یہاں تک کہ آپ جائے مقصود پہ پہنچ جاتے۔ آپ اندر داخل ہوتے تو اس کے بعد ہی وہ اپنی راہ لیتا۔

---

[1] مولانا محمد شفیق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ نورالدین چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادِ اکبر حضرت حافظ علم دین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔ تعلق مونیاں سے تھا۔ ۱۸۷۷ء کو حضرت خواجہ حکیم حافظ عبدالرشید فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت حافظ عبدالرشید فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے دادا حضرت خواجہ حافظ علم الدین فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم آپ نے چکوڑی شریف میں اپنے والد ماجد کے چچا زاد بھائی حضرت خواجہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ۱۸۹۵ء میں آپ نے اورئینٹل کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور ۱۸۹۶ء میں مولوی کا امتحان پاس کیا اور اول انعام حاصل کیا۔ آپ وفات سے قبل کم وبیش تین دن بیمار رہے۔ دسمبر ۱۹۶۰ء مطابق یکم رجب ۱۳۸۰ھ کو وفات پائی۔ آپ مونیاں شریف کے قبرستان میں اپنے دادا حضرت خواجہ حافظ علم الدین فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں دفن ہیں۔ 1360ھ (1941ء) میں آپ نے فیض الامین نام سے کتاب لکھی جس میں خواجہ محمد امین فاروقی ابن حافظ نورالدین چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔

[2] یہ 1360ھ (1941ء) کی بات ہے۔

نیک نامی اور شہرت

ہر طرف آپ کے علم و ہنر، فضل و کمال اور درس و تدریس کے چرچے تھے اور شہرت اس قدر تھی کہ آپ کے بڑے بھائی حافظ علم دین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ [1] کی پہچان یہ تھی کہ وہ آپ کے بھائی ہیں۔

---

[1] فاروقیانِ مونیاں کے جدِ امجد حضرت حافظ علم دین فاروقی رحمۃ اللہ علیہا یک اندازے کے مطابق 1820ء (1235ھ) کے لگ بھگ ٹھیکریاں شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علوم دینیہ اپنے والد گرامی سے حاصل کیے پھر قصور چلے گئے اور مخدومِ قصور حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ سلوک کی منازل طے کیں۔ پھر واپس آ کر درس و تدریس میں اپنے والد ماجد کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ مونیاں کے سر کردہ لوگوں کی پرزور فرمائش پر آپ تدریس اور امامت کے لیے مونیاں تشریف لے آئے، یہ بات جنگ آزادی سے قبل کی ہے۔ حضرت حافظ علم دین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں فن کتابت میں یکتائے روزگار تھے۔ عربی خط بدرجہ کمال تھا۔ کیوں کہ اس زمانے میں چھاپہ خانے عام نہیں تھے اس واسطے اکثر اوقات آپ کتب کی کتابت میں مشغول رہتے۔ سیاہی گھر پر بناتے اور کتاب پہ جلد بھی خود چڑھاتے۔ الحمدللہ آپ کے کئی مخطوطات اب بھی کتب خانہ دارالفیض میں محفوظ ہیں۔ آپ کا شمار مخدومِ قصور حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے کبار خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ نے ۱۸ محرم ۱۳۰۸ھ مطابق ستمبر 1890ء کو وصال فرمایا۔ مونیاں میں مدفون ہیں۔ استادکل حضرت شیخ عبداللہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے رَبَّنَا اَدْخِلْ بِنَا دَارَ السَّلَامْ سے سال وصال نکالا تھا۔ راقم حروف نے سال ''مکرم بخت بابا'' اور ''خواجہء پاک سیرت'' سے نکالا ہے۔

حضرتِ علم دیں تھے امام الھدیٰ
نام پر اُن کے گردن جھکا دیجیے
سال رحلت کوئی اُن کا پوچھے عروس
''خواجہء پاک سیرت'' بتا دیجیے

تقاریظ

خلاصہ کیدانی[1] اور کئی دیگر علماء کی کتب پر آپ کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔کئی کتب پر آپ کی تقاریظ بھی پائی گئی ہیں۔تحفہ دستگیریہ[2] پر آپ کی تقریظ یوں چھپی ہے:

تقریظ بر تحفہ دستگیریہ از حضرت

استاذ العلماء ملاذ الفضلاء زبدۃ المتقین مولانا

الحافظ نورالدین چکوڑی والہ سلمہ اللہ تعالیٰ

شاگرد رشید حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی

کلان رحمہ الرحمن اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حَمۡدًا

کَثِیۡرًا ثُمَّ اِعۡلَمۡ اَیُّھَا الۡمُنۡصِفُ الطَّالِبُ لِلۡحَقِّ اِنِّیۡ قَدۡ

طَالَعۡتُ ھٰذَا الۡکِتَابَ الۡمُسَمّٰی بِالتُّحۡفَۃِ الدَّسۡتَگِیۡرِیَّۃِ

حَرۡفًا حَرۡفًا فَوَجَدۡتُّہٗ لُؤۡلُؤًا وَّ دُرَرًا مَّنۡثُوۡرًا وَّ غَیۡرَ

مُخَالِفٍ لِّلۡکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَ تَعَامُلِ السَّلَفِ وَ الۡخَلَفِ

وَ حَقًّا مَّشۡھُوۡرًا وَّ صَادَفۡتُ مَبَانِیۡہِ حَصِیۡنًا مَّحۡفُوۡظًا

وَّ مَعَانِیۡہِ مَرۡصُوۡصًا وَّ صِدۡقًا مَّسۡطُوۡرًا وَّ دَلَآئِلَہٗ

---

[1] خلاصہ کیدانی علامہ لطف اللہ النسفی فاضل کیدانی کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں نماز کے مسائل ہیں۔

[2] تحفہ دستگیریہ حضرت غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا حسن بخش ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں لاہور میں پیدا ہوئے۔آپ اہل سنت کی شمشیر برہنہ تھے۔حضرت غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے، شاگرد، داماد اور خلیفہ تھے۔1315ھ(1897ء)کو آپ نے وصال فرمایا۔

لِاَعْنَاقِ النَّجْدِيَّةِ سَيْفًا مَّسْلُوْلًا وَّ بَرَاهِيْنَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْصُوْرًا فَتَشَبَّثْتُ وَ اسْتَمْسَكْتُ بِاَذْيَالِ الْحَقِّ حَتّٰى تُصِيْرَ بِفَضْلِ اللّٰهِ فِي الدَّارَيْنِ مَسْرُوْرًا وَّ كَثِيْرًا مَّا طَالَعْتُ رَسَآئِلَ الْمُخَالِفِيْنَ اَعْنِي الْوَهَّابِيِّيْنَ النَّجْدِيِّيْنَ الْمُتَعَصِّبِيْنَ فَوَجَدْتُّ دَعَاوِيْهِمْ فَاسِدَةً وَّ دَلَآئِلَهُمْ كَاسِدَةً فَتَجَنَّبْتُ عَنْ اِشْتِبَاكِهِمْ مُتَمَسِّكًا بِالْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ اَقْوَالِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِي الدِّيْنِ وَ تَعَامُلِهِمْ لِاَنَّهُمْ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ وَ لُصُوْصُ الدِّيْنِ يَطْعَنُوْنَ عَلَى السَّلْفِ الْعِظَامِ وَ الْخَلْفِ الْكِرَامِ بِالْاِشْرَاكِ وَ الْاِبْدَاعِ وَاِخْتِلَالِ النِّظَامِ مَعَاذَ اللّٰهِ مَعَاذَ اللّٰهِ وَ اَنَا اَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ بِمَا قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَآ اَرَادَ اللّٰهُ وَ اٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى مَآ اَرَادَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا اِنَّنِيْ فِيْ بَحْرِ ذَنْبٍ مُّغْرَقٌ خُذْ يَدِيْ سَهِّلْ لَّنَا اَشْكَالَنَا كَتَبَهٗ اَحْقَرُ الْمُسْلِمِيْنَ الْحَافِظُ نُوْرُ الدِّيْنِ

اس کتاب پہ آپ کے علاوہ اور علماء کی تقاریظ بھی درج ہیں۔ مگر پہلے نمبر پر

تصنیف وتالیف

آپ نے کئی کتب پر حاشیے لکھے، کئی کتب کی شروحات لکھیں اور خود بھی کئی کتب تصنیف فرمائیں مگر کچھ بھی زیورِ طباعت سے آراستہ نہ ہوسکا۔آپ نے تحفہ دستگیریہ پر جوتقریظ لکھی ہے، آپ کے علم و ہنر،فہم و بصیرت اور فضل وکمال کو اجاگر کرنے کے لیے وہ ایک تقریظ ہی کافی ہے۔البتہ ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری[1] کے کتب خانہ میں آپ کے کئی مخطوطات موجود ہیں۔

[1] جناب ڈاکٹر احمد حسین احمد قریشی قلعداری رحمۃ اللہ علیہ علماء وفضلاء کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم قریشی قلعداری رحمۃ اللہ علیہ (1377ھ/ 1957ء) کے یہاں 30 مارچ 1923ء (شعبان 1341ھ) کو پیدا ہوئے۔آپ نے ان گنت قطعاتِ تاریخ کہے ہیں۔تاریخ گوئی کے علاوہ بھی آپ متعدد علوم وفنون کے جامع تھے۔آپ نے کئی موضوعات پہ کتابیں لکھیں۔آپ کا کتب خانہ میں مخطوطات کا خزانہ ہے۔ 11 مارچ 2023ء مطابق 19 شعبان 1444ھ کو 100 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ہجری سالوں کے اعتبار سے آپ کی عمر 103 سال بنتی ہے۔قلعداری کی شاہی مسجد میں اپنے چچا مولنا محمد عالم قریشی قلعداری (1957ء/ 1376ھ) کے پہلو میں دفن ہیں۔راقم نے قطعہ تاریخ رحلت کہا ہے۔آخری سات شعر پیش ہیں۔

اُن دنوں بھی تھا ارادوں پر شباب | جن دنوں تھے وہ ضعیف و ناتواں
وہ تھے شانِ ارضِ پاکستانِ ما | وہ تھے رشک ملت اسلامیاں
قدر دانِ کار ابھی موجود ہیں | کام اُن کا جائے گا کیوں رائیگاں
میں ہوا اُنکے جنازہ میں شریک | اس سعادت پر ہوں از حد شادماں
فکر بھی ناقص ہے، میرا علم بھی | اُن کی عظمت کر نہیں سکتا بیاں
آج ہوتے گر مرے والد حیات | قطعہ کہتے خوب تر،شایانِ شاں
اے عروسؔ اتنا ہی کہہ سکتا ہوں میں | ”فخرِ دوراں دیدۂ دیدہ وراں“

دوست احباب

حضرت غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ[1] جیسے لوگ بھی آپ کے دوست تھے۔

وصالِ باکمال

آپ نے 25 جمادی الاول 1302ھ (12 مارچ 1885ء) جمعرات کے روز نمازِ عشاء کے دوران وصال فرمایا۔ آپ کا وصال پر ملال تو تھا ہی باکمال بھی تھا۔

جنازہ گاہ میں دوست، رشتہ دار، شاگرد، محبین، معتقدین، علماء وفضلاء کے ساتھ ساتھ ضلع بھر کے ذیلداران اور افسران بھی موجود تھے۔ جنازہ آپ کے لختِ جگر اور نورِ نظر صاحبزادہ محمد امین فاروقی نے پڑھایا۔ جنازہ میں پہلی صف سے آخری صف تک تقریباً پون میل کا فاصلہ تھا۔

آپ کے وصال کی خبر 30 مارچ 1885ء کے سراج الاخبار[2] میں بھی شائع ہوئی۔

---

[1] خواجہ حافظ نورالدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم استاد حضرت غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے محدث، مدرس، مصنف اور شاعر تھے۔ 1228ھ (1813ء) کو پیدا ہوئے۔ والد کا نام رحیم بخش تھا۔ آپ عمر بھر علم و ادب سے منسلک رہے۔ آپ توحید کے علمبردار اور زبردست عاشق رسول تھے۔ 1288ھ میں حج کی سعادت حاصل کی۔ 1291ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ قلعہ میاں سنگھ کے قبرستان میں دفن ہیں۔

[2] سراج الاخبار اُس وقت کا مشہور و معروف اخبار تھا۔ جہلم سے علامہ فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نکالتے تھے۔ مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ 1240ھ کو موضع چتن ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کتاب حدائق الحنفیہ کو علمائے اہل سنت کے حالات و سوانح کے لیے بڑا مستند اور قابل قدر ماخذ مانا جاتا ہے۔ آپ کا وصال 1335ھ (1916ء) کو ہوا۔ ”اخترِ اہل زماں“ اور ”فروغِ بزم“ سے سالِ وصال برآمد ہوتا ہے۔

قطعاتِ تاریخِ وصال

اُستادِ کل شیخ عبداللہ گجراتی[1]

قَدْذَهَبَ الضَّوْءُ وَ تَبْقِی اللِّیَالُ — قَدْ ذَهَبَ الْبَدْرُ وَ یَبْقِی الْهِلَالُ
قَدْ ذَهَبَ النُّوْرُ فَیَا حَسْرَتَا — اَظْلَمَتِ الْاَرْضُ لِلَیْلِ الْمَلَالُ
اَصْبَحَتِ الشَّمْسُ بِهٖ مُظْلِمًا — فَانْکَسَفَتْ وَ ارْتَفَعَتْ لِلزَّوَالُ
قَدْ ذَهَبَ الْحَیُّ وَ یَبْقِی الْجَمَادُ — قَدْذَهَبَ الرَّکْبُ وَیَبْقِی الْجِمَالُ
قَدْ ذَهَبَ اللَّعْلُ وَ یَبْقِی الْحَصَا — قَدْ ذَهَبَ الدُّرُّ وَ یَبْقِی السِّفَالُ
لَیْسَ بِنَا مَنْ هُوَ حَلُّ الْجَوَابْ — لَیْسَ مُجِیْبًا لِفَتَاوَی السُّوَالُ
لَیْسَ مِنَ الشَّرْقِ اِلٰی غَرْبِنَا — مَنْ هُوَ مِثْلٌ لِعَدِیْمِ الْمِثَالُ
مَاتَ اُصُوْلٌ وَّ فُرُوْعٌ بِهٖ — فَنُّ بَیَانٍ وَّ بَدِیْعُ الْمَقَالُ
وَابْقِ عَلَی الْاَغْبَرِ اَوْلَادَهٗ — وَافِرَةَ الْعِلْمِ کَثِیْرَ الْکَمَالُ
قَالَ لَنَا فَائَتَ لَیْلَ الْخَمِیْسِ — هَاتِفُ غَیْبٍ سَنِیْنَ الْوِصَالُ

۱۳۰۲ھ

[1] اُستادِ کل شیخ عبداللہ حضرت حافظ نورالدین فاروقی کے ممتاز ترین شاگرد تھے۔ آپ حضرت مولانا صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ (1270ھ) کے یہاں 1250ھ مطابق 1834ء کو پیدا ہوئے۔ استاذ الافاضل اور بے مثال تاریخ گو تھے۔ 1896ء کو پیسہ اخبار نے تاریخ گوئی کا مقابلہ کرایا۔ آپ نے عربی، فارسی اور اردو میں قطعات ِتاریخ کہہ کر ارسال کیے اور اول نمبر آنے پہ تین انعام پائے۔ آپ نے 1340ھ مطابق 1921ء کو انتقال فرمایا۔ مزار عمر چک میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے برادر زادہ حضرت سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ نے ''کوچ شیخ المشائخ'' سے تاریخ رحلت نکالی اور قطعہ کہا۔

ایضاً

جنابِ فضیلت مآبِ کمال — چو کرد انتقال از سرائے زوال
زہے نورِ ملت زہے نورِ حق — زہے نورِ دیں حافظِ قیل و قال
بشیخ از لبِ ہاتف آمد ندا — کہ گو ''غابَ نورٌ جلی'' بسال

۱۳۰۲ھ

مولانا مولوی محمد صالح کنجاہی سہروردی[1]

دگر محقق حافظ جنابِ نورالدین — فقیہ عالم و از عالمانِ ربانی
قوی قیاس، کثیرالعمل، قلیل کلام — بعین عین حیا و بچہرہ نورانی
دگر تقی زماں والدش غلامِ رسول — خلیق و عالم و عابد کشادہ پیشانی
شدہ محمد صالح دریں زماں محزوں — بود خدائش یاور زِ ہر پریشانی
ہمیشہ دارد در حفظ خویش ایمانش — بروزِ حشر در آید بباغِ رضوانی

---

[1] مولانا مولوی محمد صالح کنجاہی حضرت حافظ نورالدین چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر اور کنجاہ کے مشہور صوفی شاعر تھے۔ 22 رجب 1222ھ مطابق 1807ء شیخ یار محمد کے یہاں کنجاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ عالم با عمل اور ایک مرد خود آگاہ و مردِ حق شناس تھے۔ دینی علوم پر پوری دسترس رکھتے تھے۔ تمام زندگی صوم وصلوٰۃ کے پابند رہے۔ حافظ قرآن اور فارسی کے مایہ ناز شاعر تھے۔ آپ کا سارا گھرانہ علم و ادب کا گھوارہ تھا۔ آپ کے والد شیخ محمد یار بہترین خطاط اور فارسی کے عمدہ شاعر تھے۔ آپ کے دادا شیخ محمد زاہد کنجاہی عالم دین اور فارسی کے اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ آپ کے نانا شیخ محمد ابراہیم بھی عالم دین اور فارسی کے بہت اچھے شاعر تھے۔ یعنی آپ نجیب الطرفین تھے

مولانا مولوی عبدالکریم قلعداری[1]

زہے نورِ دیں نورِ دیں بود و بس | نیاید دگر مثل او ہیچ کس
ہمیں گشت تاریک روئے زمیں | چو بربست رخت از جہاں نورِ دیں
چو شب روز گردید چو نور شد | درآنجا کہ شد لیل چوں طور شد
چو از بہر تاریخ جستم نشاں | بنا گہ بگوشم ز ہاتف چناں
بلقب خوش آمد کہ اے نیک نام | ہمی گفت رضواں "بہ جنت خرام"

۱۳۰۲ھ

قبرِ مبارک کی تعمیر

آپ کے وصال کے تین سال بعد قبر پختہ تعمیر کی گئی جس کی تاریخ حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی[2] نے یوں کہی:

چو از خواجہ جناب صاحبزادہ | قبا اتمام در برکرد معمور
بشد ہاتف چراغ افروز تاریخ | بِمَثْوٰی قِبْلَۃٍ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر

۱۳۰۵ھ

[1] مولانا محمد عبدالکریم قریشی ڈاکٹر احمد حسین قریشی کے والد تھے۔ آپ حضرت مولانا فضل احمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ (1326ھ) کے یہاں قلعدار میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا حافظ کلیم اللہ مچھیانوی علیہ الرحمۃ (1323ھ) کے خاص الخاص شاگرد تھے۔ اورئینٹل کالج لاہور میں بھی پڑھتے رہے۔ مطالعہ کتب اور تصنیف و تالیف ہی تازیست شغف رہا۔ آپ نے 24 صفر 1377ھ (19 ستمبر 1957ء) کو آنکھیں موندلیں۔ سالِ وصال "فروغِ کمال" سے برآمد ہوتا ہے۔

تاریخ وصال بشکلِ مربّع

''مرجعِ اہلِ جہاں علامہ نورالدین فاروقی''

۱۳۰۲ھ

ہادی مہربان ۳۱۸	بحر الطاف ۳۳۱	بحر حسن ۳۲۸	سالار پاک باز ۳۲۵
مرد پاک باطن ۳۲۹	فدائے مصطفےٰ ۳۲۴	مہر جمال ۳۱۹	گرامی جہاں ۳۳۰
سراجِ جہاں ۳۲۳	معزِ دہر ۳۲۶	بدر اہل کمال ۳۳۳	نادر دنیا ۳۲۰
زبدہ ارباب حق ۳۳۲	قدوہ اہل یقین ۳۲۱	سلطان العلما ۳۲۲	صاحب ادراک ۳۲۷

دائیں بائیں اوپر نیچے جمع کرنے سے حضرت کا سن وصال ۱۳۰۲ھ برآمد ہوگا۔

از

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی

موہنیاں شریف

حضرت خواجہ نور الدین چکوڑوی

رحمۃ اللہ علیہ

ہے مسلم شان و شوکت خواجہ نور الدین کی
جان و دل پر ہے حکومت خواجہ نوالدین کی

مرحبا یہ محفلیں، یہ رونقیں، یہ دھوم دھام
مرحبا یہ عز و عظمت خواجہ نور الدین کی

ہے چکوڑی محترم، روشن، مبارک تر، شریف
ہے چکوڑی پر عنایت خواجہ نور الدین کی

بھرنے والے آج بھر بھرتے ہیں اپنی جھولیاں
آج بھی بٹتی ہے نعمت خواجہ نور الدین کی

چوں کہ ہیں آموز گارِ حضرتِ اُستادِ کل
کیجیے بھرپور عزت خواجہ نور الدین کی

جانشینوں کے یہاں جس کی نہیں کوئی کمی
وہ شرافت ہے وراثت خواجہ نور الدین کی

خوش عقیدہ ہیں سو اپنے نامہ اعمال میں
ہے عقیدت ہی عقیدت خواجہ نور الدین کی

کیوں نہ ہو اُس پر کرم حضرت قصوری کا عروسؔ
جس نے پائی ہے محبت خواجہ نور الدین کی

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

حضرت صاجنزادہ محمد امین فاروقی

ولادت باسعادت

صاجنزادہ محمد امین فاروقی 1270ھ(1853ء یا 1854ء) کو حضرت خواجہ حافظ محمد نورالدین فاروقی چکوڑوی کے یہاں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے ابتداء سے انتہاء تک تمام علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔

بیعت و خلافت

آپ اپنے والد گرامی سے بیعت ہونا چاہتے تھے مگر انھوں نے انکار کر دیا اور فرمایا تمھیں کسی دوسری جگہ سے فیض ملے گا۔ آپ لنگر پور والے پیر میاں غلام حسن صاحب[1] سے متاثر تھے لہذا بیعت ہونے کے لیے اُن کے پاس پہنچے۔ انھوں نے فرمایا آپ سیال شریف تشریف لے جائیں، آپ کا فیض آپ کے انتظار میں ہے۔

---

[1] حضرت پیر میاں غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی تعلق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ مزارِ شریف آپ کا لنگر پور میں موجود ہے اور ہر سال عرس بھی ہوتا ہے۔ صاجنزادہ محمد امین کا آپ کا متاثر ہونا اور بیعت کے لیے عرض گزار ہونا اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ آپ خاصانِ الٰہی میں سے تھے۔ 27 جون 2022ء پیر کے روز راقم حروف لنگر پور حاضر ہوا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پہ حاضری دی اور سجادہ نشین میاں ظفر اقبال صاحب سے ملاقات کی۔ میاں ظفر اقبال صاحب نے بتایا کہ حضرت پیر میاں غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامت بزرگ تھے نیز اپنا شجرہ بھی دکھایا۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر میاں غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پہ ہزارہا رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

چنانچہ آپ اپنے والد گرامی کے ساتھ سیال شریف حاضر ہوئے اور خواجہ خواجگاں حضرت شمس العارفین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ[1] کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔اُس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی۔ 1290ھ میں پیر سیال لجپال نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

تذکرہ اولیائے گجرات میں ہے:

آپ حافظ نورالدین صاحب ساکن چکوڑی بھیلووال کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔حضرت سیالوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔چشتی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے تحصیل علومِ دین کے بعد صوفیانہ مشرب اختیار کرلیا۔

---

[1] خواجہ خواجگاں آفتابِ زماں شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین چشتی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دنیاوی وجاہت اور علم دونوں میں بڑے ممتاز تھے۔آپ کے جداعلیٰ حضرت خواجہ شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔آپ کی ولادت باسعادت 1214ھ (1799ء) کو ہوئی۔آپ کا سلسلہ نسب حضرت عباس علم دار رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔دو سال میں آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا۔موضع میکی ڈھوک میں کریما اور نامِ حق کا درس لیا۔قصبہ مکھڈ شریف میں اپنے ماموں مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پند نامہ اور دیگر نظمیہ کتب پڑھیں۔صرف ونحو اور منطق کی کتب مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔موضع اخلاص میں شرح وقایہ اور مطول پڑھیں۔کابل شہر میں ہدایہ پڑھی اور علم حدیث کی سند لی۔خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کی بعض کتب پڑھیں۔پیر تونسوی کے ہاتھ پر ہی بیعت ہوئے۔آپ انگریز کے سخت خلاف تھے۔فرمایا کرتے تھے: خدا نے میری آنکھوں کو انگریز کی دید تک سے محفوظ رکھا ہے۔زندگی میں بعض مواقع ایسے بھی آئے کہ آپ کی نظر انگریز پر پڑسکتی تھی مگر نہ پڑی۔ 36 سال کی عمر میں پیر ومرشد نے اجازت وخلافت سے نوازا اور آپ کے کمالات دنیا جہان نے دیکھے۔ 24 صفر المظفر 1300ھ کو واصل بحق ہوئے۔عرسِ مبارک ہر سال سیال شریف میں ہوتا ہے۔

اشاعتِ دین

جمعہ کی نماز خود پڑھاتے اور حاضرین کو پند و نصائح اور مواعظِ حسنہ سے مستفید فرماتے۔ زمانہ کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عقائدِ حقہ اہلِ سنت و جماعت کی تبلیغ فرماتے۔ لوگوں کی کثیر تعداد جمعہ پڑھنے کے لیے آتی تھی۔

تدریسِ کتب

آپ کتب دینیہ کی تدریس بھی فرمایا کرتے تھے۔

تحفظِ ختمِ نبوت

مرزا قادیانی کا رد کرنے میں صاحبزادہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم عصر علماء سے پیچھے نہیں تھے چنانچہ صاحبزادہ پروفیسر غلام نصیر الدین شبلی گولڑوی[1] لکھتے ہیں:

> مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں حضرت علامہ محمد امین گنج شکری[2] کا نام بھی اپنے مکذبین میں شامل کیا ہے۔

رفاہِ عامہ کے کام

آپ نے لنگر جاری کیا۔ باہر کنواں کھدوایا۔ باغ لگوایا۔ خانقاہ میں مسجد تعمیر کروائی۔ غریبوں اور یتیموں کی امداد کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔

---

[1] یہ عبارت انھوں نے شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی میں لکھی ہے۔

[2] چونکہ آپ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں اس لیے گنج شکری ہیں

کرامات

کہا جاتا ہے کہ آپ سے کرامات کا ظہور اس طرح ہوتا تھا جس طرح بارش کے قطرے لگاتار گرتے ہیں ۔اس مختصر کتابچہ میں زیادہ کی گنجائش نہیں صرف ایک کرامت کا ذکر کیا جا رہا ہے ۔ یہ کرامت بندہ نے اپنے والد محترم سے بارہا سنی ہے اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ کرامت شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ [1] نے بھی ایک مجلس میں سنائی تھی ۔

جن دنوں نواب بہادر ملک خدا بخش ٹوانہ گجرات میں آنریری جج تھے ان دنوں اُن کی کمر پر ایک پھوڑا نکل آیا۔ملک صاحب کو بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ چلنا پھرنا اور اُٹھنا بیٹھنا بھی دشوار ہو گیا۔ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا علاج صرف اور صرف آپریشن ہے اور پھر ملک صاحب کو آپریشن کی تاریخ دے دی ۔

---

[1] شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں ۔آپ حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (1348ھ/ 1929ء) کے آنگن کا چاند تھے ۔ 7 جولائی 1906ء (جمادی الاول 1324ھ) کو ولادت ہوئی ۔آپ سیال شریف کے چوتھے سجادہ نشین تھے ۔حصولِ پاکستان اور تحفظ نظریہ پاکستان کے لیے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں ۔آپ مصنف بھی تھے ۔آپ نے 20 جولائی 1981ء کو بمطابق 17 رمضان المبارک 1401ھ وصال فرمایا۔سیال شریف میں اپنے بزرگوں کے پاس آرام فرما ہیں ۔آپ کے وصال پہ آپ کے مرید صادق حضرت پیر فیض الامین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ“ سے تاریخ رحلت نکالی کئی قطعاتِ تاریخِ رحلت کہے اور ”نالہ فرقت بر وصالِ قمر دین وملت“ کے نام سے کتابچہ شائع کیا تھا۔

آپریشن سے قبل خواجہ چکوڑوی ملک صاحب کے مہمان ہوئے۔ملک صاحب نے آپ کو اپنی پریشانی بتائی۔آپ نے دم کیا اور پھوڑے پہ بکائن کی ٹہنی پھیری۔ پھوڑے سے نجات ملی اور ملک صاحب صحت یاب ہوگئے۔مقررہ تاریخ پہ ڈاکٹر صاحبان آپریشن کرنے آپہنچے۔ملک صاحب نے بتایا کہ میں ٹھیک ہوں۔آپریشن کی ضرورت نہیں۔ڈاکٹر سمجھے شاید ملک صاحب آپریشن سے ڈر رہے ہیں اس لیے کہہ رہے ہیں کہ میں ٹھیک ہوں۔ملک صاحب نے قمیض اُٹھا کر کمر دکھائی اور ساری بات بتائی،تو ڈاکٹر حیران رہ گئے۔کہنے لگے ہمارے عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ملک صاحب بولے ہمارے نبی کے غلام اب بھی کرتے ہیں۔

لطف وعنایت

آپ کریم و شفیق انسان تھے۔آپ کی مہربانی کا اندازہ ”فروغِ روئے محمد“ کی اس عبارت سے لگایا جاسکتا ہے۔

> حضرت خواجہ محمد امین صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک آدمی نے بہت خوبصورت چارپائی اور انتہائی اعلیٰ بستر پیش کیا۔وہاں ایک جواہر نامی میراثی بھی بیٹھا ہوا تھا وہ فوراً چھلانگ لگا کر چارپائی پر بیٹھ گیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا غریب نواز !اس چارپائی پر ایک کتا بیٹھ گیا ہے،اب یہ آپ کے استعمال کے قابل نہیں رہی۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اچھا بستر اور چارپائی تم لے لو

کتب میں ذکر

مراۃ السالکین، تحفۃ الابرار، تذکرہ اولیائے گجرات، فوز المقال کے علاوہ بھی کئی کتب میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے۔

تقریظ

مولانا امام الدین گجراتی[1] نے آپ کے حکم کے مطابق مراۃ السالکین کے نام سے 1312ھ کتاب مرتب کی۔ آپ نے اس کتاب پر عربی میں تقریظ مع تاریخ لکھی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْاَمِيْنِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ
بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الْمِسْكِيْنُ مُحَمَّدٌ اَمِيْنُ بْنُ مَوْلَانَا
وَ مَوْلَى الْعٰلَمِيْنَ الْمَوْلَوِيِّ الْحَافِظِ نُوْرِ الدِّيْنِ بَوَّاهُ

---

[1] حضرت امام الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق لکھنوال کے ایک علمی و ادبی خاندان سے تھا۔ آپ 1274ھ (1857ء یا 1858ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ بعد ازاں خلافت سے بھی نوازے گئے۔ پیر و مرشد نے کلکتہ میں خانقاہ قائم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ پیر و مرشد کے حکم کے مطابق کلکتہ چلے گئے اور وہاں خانقاہ قائم کی۔ رمضان آپ لکھنوال میں گزارتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی آپ لکھنوال آتے رہتے تھے۔ آپ نے لکھنوال میں ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔ آپ کا وصال 23 ربیع الثانی 1333ھ مطابق 10 مارچ 1915ء کو بدھ کے روز لکھنوال میں ہوا۔ کلکتہ سے آپ کے مریدوں سے بھری ہوئی ٹرین آئی اور آپ کا جسد خاکی کلکتہ لے گئی۔ آپ

اللّٰہُ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ اِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ ھٰذَا الْکِتَابَ
الْمُسْتَبِیْنَ الْمَشْحُوْنَ مِنْ حَالَاتِ السَّالِکِیْنَ
الْمُشْتَمِلَ عَلٰی اَخْبَارِ اَخْیَارِ الْکَامِلِیْنَ الْمَمْلُوْءَ مِنْ
اَنْبَآءِ اَبْنَآءِ الْعَارِفِیْنَ کَاَنَّہٗ سِلْکٌ مِنَ الدُّرِّ الثَّمِیْنِ
اَوْ مِصْبَاحٌ مِنْ نُّوْرِ الْیَقِیْنِ کَیْفَ لَا وَھُوَ مِنْ
تَصَانِیْفِ عُمْدَۃِ الْمُحَقِّقِیْنَ وَ زُبْدَۃِ الْمُدَقِّقِیْنَ
مُمْتَازِ قِبْلَۃِ الْعَالَمِیْنَ حَضْرَتِ مَوْلَانَا وَ مُرْشِدِنَا
خَوَاجَۃِ شَمْسِ الْمِلَّۃِ وَ الدِّیْنِ سَیَالَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ اَخُوْنَا فِی الطَّرِیْقَۃِ وَ الدِّیْنِ الْمَوْلَوِیُّ
الصُّوْفِیُّ مُحَمَّدٌ اِمَامُ الدِّیْنِ حُوْفِظَ مِنْ حَوَادِثِ
الزَّمَانِ وَ صِیْنَ فَقُلْتُ فِیْ تَارِیْخِہٖ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُبِیْنٍ
مِرْاٰۃُ سَاحَۃِ السَّالِکِیْنَ (۱۳۱۲) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ
مَطْبُوْعًا لِلطَّالِبِیْنَ وَ مَقْبُوْلًا لِلرَّاغِبِیْنَ اٰمِیْنَ
یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فقیر مسکین محمد امین من
مقام چکوڑی ضلع گجرات پنجاب

معمولات

آپ شب کے تیسرے پہر بیدار ہو جاتے۔ نمازِ تہجد ادا کرتے۔ فجر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ نماز فجر پڑھانے کے بعد پھر اوراد و وظائف

میں مشغول ہو جاتے۔ دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتے اور پھر اُٹھ کر نمازِ ظہر پڑھاتے۔ پھر باغ والی مسجد میں تشریف لے آتے۔عصر کی نماز باغ والی مسجد میں پڑھاتے۔ مغرب اورعشاء کی نماز جامع مسجد میں ادا فرماتے۔

جمعہ

جمعہ کے روز خصوصی وعظ ہوتا اور نمازِ جمعہ ادا کی جاتی۔

رحلت

آپ نے ۱۲ ذیقعد ۱۳۲۵ھ مطابق 1907ء 17 اور 18 دسمبر کی درمیانی رات کو وصال فرمایا۔

جانشین

آپ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی ۔ صرف ایک بیٹی تھی۔آپ کے داماد مولانا فیض رسول فاروقی رحمۃ اللہ علیہ آف مونیاں آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔[1]

---

[1] حضرت خواجہ فیض رسول فاروقی حضرت حافظ عبدالرشید فاروقی کے سب سے بڑے لختِ جگر تھے۔مونیاں میں پیدا ہوئے۔ابتدا میں آپ نے اپنے والد محترم اور دادا جان سے تعلیم حاصل کی۔حضرت خواجہ امین فاروقی چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی اِس لیے وہ آپ کو بیٹا بنا کر اوائل ہی میں چکوڑی شریف لے گئے تھے تعلیم کی تکمیل پہ حضرت خواجہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی سے آپ کی شادی کر دی اور آپ ہمیشہ کے لیے چکوڑی شریف کے ہو رہے۔آپ نے 28 جمادی الاول 1944ء مطابق 1363ھ بروز پیر وصال فرمایا اور چکوڑی شریف میں دربارِ امینیہ کے احاطہ میں دفن ہوئے۔"فضیلت مآب" مادہ تاریخ ہے۔آپ کے بعد آپ کے لختِ جگر صاحبزادہ محمد یوسف فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے سجادگی کے فرائض سرانجام دیے۔اس وقت صاحبزادہ پیر محمد نورالامین فاروقی زیبِ سجادہ ہیں۔

قطعاتِ تاریخ رحلت وغیرہ

استادِ کل شیخ عبداللہ گجراتی[1]

ہائے افسوس درد و واویلا — ایں خبر جسم و جانِ شیخ برشت
صوفی با صفا امین خدا — در جہاں جملہ تخمِ چشتی کشت
والدش نور، مرشد او شمس — نور بر نور بود نور سرشت
سالِ ہجری و عیسوی گو شیخ ! — ”برکت چشت“ وہم ”چراغِ چشت“

۱۳۲۵ھ 1907ء

مولانا مولوی غلام محمد عاصیؔ[2]

ای مربی و کرم فرمائے من — دستگیر و سیّد و مولائے من
من ندیدم غیر ایں بابِ بریں — ہیچ دیگر باب بر روئے زمیں
بارد ابر رحمت و فضل خدا — بر مزارِ تو الی یوم الجزا
در فیوضِ تو قلوبِ طالباں — فیضہا یابند تا ہست ایں جہاں
عاصیؔ اندر سالِ وصل تو بنشت — فقرہ ”ہادیِ من شد در بہشت“

۱۳۲۵ھ

---

[1] تعارف پیچھے گزر چکا ہے۔

[2] مولانا غلام محمد عاصی سادھوکی (گجرات) کے رہنے والے تھے۔قاضی عنایت اللہ کے بیٹے اور حضرت خواجہ محمد امین کے فیض یافتہ تھے۔خواجہ صاحب کو اپنا مربی و کرم فرما جانتے تھے۔1938ء میں حیات تھے۔

مولانا نورالدین انور[1]

آنچہ می گویم و توانم گفت   کہ تواں گفت خود یکے ز ہزار
یک بیک ناگہاں قضا آمد   کرد عزم سفر بہ دار قرار
روز سہ شنبہ و دواز دہم   ماہ ذی قعد و بر سفر تیار
ہر کہ آمد بہ دردِ دل نالاں   ہر کہ آمد بدیدۂ خوں بار
اے چکوڑی سیاہ پوش شدی   گرچہ بودی تو مطلعِ انوار
لایموتون اولیاءُ اللہ   لازم آمد و لیک نقل الدار
سالِ وصلش تلاش می کردم   گفت ہاتف بہ لہجۂ غم خوار
سالِ رحلت بگو ''لِیَغْفِرَہٗ''   سن ہجری ز ہجرتش بشمار
۱۳۲۵ھ

---

[1] مولنا محمد نورالدین انور 2 دسمبر 1857ء کو ہریاوالہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام غلام محمد تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ خود بھی وطن کے نونہالوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا شروع کر دیا۔ شادیوال، ڈنگہ، بھاگووال، دولت نگر اور کنجاہ کے تاریخی قصبات کے علمی اداروں میں زیرِ تعلیم طلباء کو علم کی روشنی سے منور کرتے آپ زمیندار اسکول گجرات جیسے ملکی شہرت کے حامل مدرسہ میں نورِ علم بانٹنے لگے۔ اپنے عہد کے نامور ادبی زعماء اور اکابر ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، محمد حسین آزاد اور مولانا الطاف حسین حالی ادب کی تاریخ جن کے بغیر ادھوری سمجھی جاتی ہے، آپ کے بے تکلف دوست تھے۔ چودھری فضل الٰہی (سابق صدر پاکستان)، چودھری خوشی محمد ناظر (گورنر کشمیر)، چودھری سلطان احمد ڈپٹی کمشنر، چودھری محمد احسن علیگ، پیر فضل گجراتی اور قوم پرست پنجابی رہنما چودھری حسین خاں وڑائچ آپ کے صفِ اول کے تلامذہ میں گنے جاسکتے ہیں۔ ربیع الاول 1357ھ (23 مئی 1938ء) کو پیر کے روز وفات پائی اور اپنے آبائی گاؤں ہریاوالہ میں اپنی مسجد میں آسودہ خاک ہوئے۔ ''نورِ ذات'' سے

ایضاً

چو مہر طریقت بحکم خدا　　یکا یک ز اوجِ چکوڑی نہفت
پےِ سالِ تاریخ ہاتف زغیب　　"محمد امیں زینت الخلد" گفت

۱۳۲۵ھ

ایضاً

مہیں عابد بے ریا حق پرست　　ملک سیرت و آدمی پوست بود
خرد سالِ رحلت بگوشم بگفت　　"محمد امیں ہم خدا دوست بود"

۱۳۲۵ھ

منشی محمد فاضل[1]

امین گنج عرفانِ الٰہی　　ز دنیا چوں بجنت رونق افزود
ز تاریخِ وصالش گفت ہاتف　　"امین و مخزنِ عرفانِ حق بود"

۱۳۲۵ھ

مولوی محمد علی صاحب[2]

دریغا ازیں چشمۂ فیض ناک　　شدہ تشنگاں برکنارہ ہلاک
امین نبی، مہبط فیض رب　　خدا گفتہ اش "مغفرہ" خوش لقب

۱۳۲۵ھ

شدہ آشیاں قصرِ عرشِ بریں　　قفس در چکوڑی بخاکِ زمیں

---

[1] [2] منشی محمد فاضل [illegible]

تاریخ وصال بشکلِ مربّع

حضرت خواجہ محمد امین فاروقی شمسی سیالوی چکوڑوی

سراجِ جہاں ۳۲۳	بدرلقا ۳۳۷	محقق یگانہ ۳۳۴	بحرالطاف ۳۳۱
مومن حق نما ۳۳۵	گرامی جہاں ۳۳۰	حکیم مدبر ۳۲۴	اہل فکر ۳۳۶
مرک پاک باطن ۳۲۹	سایہ نور ۳۳۲	ہادی طریق ۳۳۹	وحید نامور ۳۲۵
لعل آب دار ۳۳۸	معز دہر ۳۲۶	میمون آفاق ۳۲۸	بدر اہل کمال ۳۳۳

دائیں بائیں اوپر نیچے جمع کرنے سے حضرت کا سن وصال ۱۳۲۵ھ برآمد ہوگا۔

از

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی

مونیاں شریف

جنابِ محمد امیں

ہمارا جنابِ محمّد امیں ہے
پیارا جنابِ محمّد امیں ہے

اگر نور کم ہے تو کیا اِس کا غم ہے
ستارا جنابِ محمّد امیں ہے

حقیقت میں کامل، شریعت میں فاضل
ہمارا جنابِ محمّد امیں ہے

جو ہے غرق دریائے غم میں تو اُس کا
کنارا جنابِ محمّد امیں ہے

بہت بے کسوں اور غریبوں کو یارو
گزرا جنابِ محمّد امیں ہے

مشقت میں، سختی میں، تکلیف و غم میں
سہارا جنابِ محمّد امیں ہے

غنی کو ہے دولت کا یارو بھروسا
گدارا جنابِ محمّد امیں ہے

مری جاں کا مطلب، مرے دل کا مقصد
نظارا جنابِ محمّد امیں ہے

نہ کر شیخؔ غم گرچہ دشمن ہے بھارا
کہ آرا جنابِ محمّد امیں ہے

شیخ عبداللہ گجراتی

چک عمر

رموزِ معرفت کے تم امیں ہو

رحمۃ اللہ علیہ

رموزِ معرفت کے تم امیں ہو　　فدائے سرورِ دنیا و دیں ہو
شریعت کے ہو تم مہرِ درخشاں　　طریقت کی انگوٹھی کے نگیں ہو
ولایت زہد و تقویٰ تم پہ نازاں　　خدا شاہد امام المتقیں ہو
نہیں تم سا کوئی دیکھا جہاں میں　　جہاں بھر کے حسینوں سے حسیں ہو
تمھاری یاد میں دل مضطرب ہے　　اِدھر بھی اک نگاہِ دلنشیں ہو
مجھے کیا گردشِ دوراں سے ڈرنا　　مِری دنیائے دل میں تم مکیں ہو
نہ کیوں نازاں ہوں سب اہلِ چکوڑی　　مداوا ہر مصیبت کا تمھیں ہو
کبھی خالی گیا کوئی نہ در سے　　نہیں ممکن ترے لب پر نہیں ہو
سدا اس پر نگاہِ لطف رکھنا　　ترا فیض الامیںؔ چاہے کہیں ہو

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی

موہنیاں شریف

منقبت

سوالی نین منگدے نیں ترے درشن مرے خواجہ
ترے ناں تے پئی دھڑکے مری دھڑکن مرے خواجہ

تساں ونڈیا سدا لنگر زمانے تے سیالاں دا
ترے پیغام کم کیتا چراغاں دا مشالاں دا
تری دہلیز نوں چم کے ملے چانن مرے خواجہ

ترا مرشد ترا رہبر ہے شمس الدین اے سائیں
تے مرشد توں تساں لے روشنی ونڈی اساں تائیں
ہنیری رات کیتی اے تساں روشن مرے خواجہ

توں ہیں شمع ہدایت دی، اسیں تیرے پتنگے ہاں
تری جو چاکری کرلئی زمانے بھر توں چنگے ہاں
ترے در تے فدا اپنا سدا تن من مرے خواجہ

ترا شاعر علی احمد تری اس منقبت بدلے
بس ایہو ای صلہ منگدا ائے مری وی عاقبت بدلے
ایہدی فکراں دا کردے توں ہرا گلشن مرے خواجہ

استاد علی احمد گجراتی

خواجہ حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی

ولادت

مولانا محمد عالم عباسی ہاشمی کے بیٹے اور حضرت خواجہ حافظ نور الدین چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت خواجہ حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی 1873ء (1289ھ یا 1290ھ) کو اپنے ننھیال (چکوڑی شریف) میں پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر

آپ کا شجرہ نسب حضرت قاسم ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ [1] سے ہوتا ہوا عمِ رسول حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے نانا جان حضرت خواجہ حافظ نور الدین چکوڑی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کی طرح آپ کا خاندان بھی بڑی شان اور بڑی عظمت والا ہے۔

---

[1] شیخ محمد قاسم ابو الوفا اپنے وقت کے ماہر طبیب اور کامل ولی اللہ تھے۔ روحانی وجسمانی امراض کے علاج کا فن انھوں نے اپنے والد بزرگوار شیخ محمد اسلم عباسی ہاشمی (1204ھ) سے حاصل کیا تھا۔ روحانی سلسلہ میں علاقہ کے مقتدر لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں تھے۔ مولوی محمد صالح کنجاہی صاحب سلسلۃ الاولیاء آپ کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ سلسلۃ الاولیاء میں صالح کنجاہی نے آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کا تذکرہ کیا ہے اور متعدد منظومات آپ کی مدح میں تحریر کی ہیں۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ میں سے تھے۔ آپ کا زمانہ نیک اور پاک لوگوں کے فیضان سے باغ و بہار تھا۔ 1252ھ کو وصال فرمایا۔ گولیکی میں دفن ہیں۔ آپ کے وصال کے نوے سال بعد آپ کا مزار پختہ تعمیر کیا گیا۔ آپ کی تاریخ وصال درج ذیل مادوں سے برآمد ہوتی ہے۔

چراغِ اولیا، حذاقت مآب، شیخ مقرب، شیخ والاقدر

والد محترم

آپ کے والد حضرت خواجہ محمد عالم عباسی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ چودھووال سے بغرضِ تعلیم حضرت حافظ نورالدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے درس چکوڑی شریف لائے تھے۔حضرت حافظ نورالدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صاجزادی مقبول بی بی صاحبہ سے آپ کا عقد فرمادیا۔اس کے بعد آپ چکوڑی شریف کے ہو رہے۔پہلے آپ مولوی صاحب اور بعد میں باباجی کے لقب سے مشہور تھے۔سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت پیر سید چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ[1] کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔آپ نے 3 محرم 1355ھ بروز جمعۃ المبارک مطابق 26 مارچ 1936ء کو وصال فرمایا۔چکوڑی شریف میں مدفون ہیں۔

تعلیم وتربیت

تعلیم آپ نے اپنے والد محترم، اپنے نانا جان اور اپنے ماموں جان سے حاصل کی۔

---

[1] خواجہ خواجگاں حضرت پیر سید چنن شاہ نوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے ولی اور مبلغ اسلام تھے۔ان کے ہاتھ پر ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔آپ 1789ء کو پیر سید محمد رمضان شاہ آلومہاری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پیدا ہوئے۔آپ کا شجرہ نسب حضرت امام علی نقی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔1890ء کے آخر میں وفات پائی۔فجر کی نماز کی دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ایک سو ایک سال کی عمر پائی۔وصال کے بعد دو دن تک لوگ زیارت کرتے رہے۔آلومہار میں سیدوں کے قبرستان میں دفن ہیں۔آپ کا روضہ فن تعمیر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

فروغِ روئے محمد میں ہے:

حضرت خواجہ محمد چراغ شاہ صاحب قطب وقت، ورع و ریاضت کے شہسوار حضرت خواجہ محمد امین فاروقی چکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے تھے۔ حضرت خواجہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھانجے کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

سلسلہ بیعت

خواجہ حافظ محمد چراغ صاحب نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا قیل وقال اور جاہ و جلال دیکھا تو بہت متاثر ہوئے اور اپنے ماموں جان سے کہا کہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب[1] سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ ماموں جان معترض نہ ہوئے بلکہ اپنے عزیز بھانجے کا ہاتھ پیر گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

---

[1] حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک 1275ھ بمطابق 1859ء بروز سوموار پیدا ہوئے۔ آپ کے اکثر ہم عصر علمائے کرام کو جب کبھی آپ کو درس دیتے سننے کا اتفاق ہوا تو حیران ہو کر بیساختہ داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔ سیال شریف میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ (شمس العارفین) صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ مرزا قادیانی کا رد جس طرح آپ نے کیا کوئی اور نہ کر سکا۔ یومِ سہ شنبہ (منگل) 29 صفر 1356ھ مطابق 11 مئی 1937ء آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں میں بڑے علماء و فضلاء نظر آتے ہیں۔ راقم نے ''مہر ارضِ علی'' سے سال وصال اخذ کیا ہے۔ تفصیلی تذکرہ ''مہر منیر'' میں دیکھنا چاہیے۔ مہر منیر آپ کے حالات و واقعات پہ مبنی مستند اور مضبوط کتاب ہے۔ کاش مہر منیر جیسی ترجمان کتاب ہر آستان کے پاس ہوتی۔

پیر گولڑہ کی عنایت

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس مرید کو ذکاوت وفطانت وارادت کی بنا پر بہت محبوب سمجھتے تھے۔ پیر مہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد چراغ کی عدم موجودگی میں مجھے نکات ومعارف بیان کرنے میں تامل رہتا ہے۔ یہی ایک شخص ہے جو میری علمی مجالس میں بمنزلہ امیر خسرو ہے۔

پیر ومرشد سے خط وکتابت

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے 160 خطوط خواجہ محمد چراغ کے نام ہیں۔ جن میں چراغ صاحب کو محبت بھرے الفاظ میں یاد فرمایا گیا ہے۔ ایک خط دیکھیے:

محبی ومخلصی عزیزی محمد چراغ سلامت باشند

بعد سلام ودعا آنکہ انشاء اللہ تعالیٰ دوشنبہ کا دن گزار کر منگل کی شام کے بعد 7 بجے پھر اسٹیشن گولڑہ سے سوار ہونگا۔ آپ اسی شب گجرات سے شامل ہوسکتے ہیں۔ وہ کتاب جو جناب صاحبزادہ صاحب کو نقل کرنے کے لیے میں نے دی تھی ہوسکے تو ہمراہ لاویں۔ جناب مولوی صاحب وبرخورداران کو سلام۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

مہر شاہ

فضل وکمال

آپ کے فضل وکمال کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار سیال شریف میں حضرت ثانی خواجہ محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ [1] کے دور میں حضور پیر سیال کے خاندان میں بزمِ نکاح منعقد ہوئی ، جس میں نامور بزرگانِ دین اور علمائے متبحرین کثیر تعداد میں شامل تھے۔ حضو پیر سیال نے پیر گولڑوی کو خطبہ نکاح پڑھنے کا فرمایا۔ مہرعلی شاہ صاحب نے خواجہ چراغ صاحب کے خطبہ پڑھنے کی اجازت لی۔ چراغ صاحب نے خطبہ پڑھا جو عربی کے 120 اشعار پر مشتمل تھا۔ حاضرین حیران رہ گئے۔ بعد میں آپ سے کہا گیا کہ اشعار کو دہرائیں تاکہ لکھ لیے جائیں تو آپ نے فرمایا خطبہ فی البدیہہ پڑھا گیا ہے اب دہرایا نہیں جاسکتا۔

آپ کے فضل وکمال اور آپ کی عربی و فارسی دانی کے بارے میں خانوادہ ہائے عرفان وحکمت میں ڈاکٹر احمد حسین قریشی لکھتے ہیں :

---

[1] خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد دین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ 1253ھ کو سیال شریف میں متولد ہوئے۔ آپ اعلیٰ حضرت سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر اور سیال شریف کے دوسرے سجادہ نشین تھے۔ آپ کو ثانی لاثانی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والد عالی مرتبت سے اور اعلیٰ درجات کی کتب حضرت خواجہ معظم الدین مرولوی رحمۃ اللہ علیہ (1325ھ) سے پڑھیں۔ والد گرامی کے وصال کے بعد تونسہ شریف حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (1319ھ) نے خرقہ خلافت سے نوازا۔ آپ نے 2 رجب المرجب 1327ھ مطابق 20 جولائی 1909ء کو وصال فرمایا۔ سیال شریف میں اپنے والد گرامی کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ حضرت قبلہ فیض الامین فاروقی نے آپ کی تاریخ رحلت ''نادر الوقت آں امامِ عارفاں'' سے نکالی ہے۔

مولوی محمد عالم کے صاجزادے مولوی محمد چراغ علومِ دین کے ایک درخشندہ ستارہ تھے۔علوم دین عربی و فارسی ادبیات پر آپ کی گہری گرفت تھی۔عربی و فارسی میں عمدہ شعر کہتے اور ہر دو زبانوں کی نثر نہایت فصیح و بلیغ انداز میں لکھتے۔آپ حضرت مہر علی شاہ گولڑوی کے مرید تھے اس نسبت سے آپ نے اپنے نام کی سجع بنا رکھی تھی۔

فروغِ روئے محمد چراغِ مہر علی

ذوقِ شعروسخن

آپ اپنے وقت کے جید عالم اور نغز گو شاعر تھے۔لمعاتِ چراغ آپ کا مجموعہ کلام ہے جسے آپ نے 1914ء میں تصنیف فرمایا تھا۔جسے صاجزادہ ظفر علی عباسی ہاشمی نے از سر نو مرتب کیا اور 1937ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے چند ماہ بعد شائع کرایا۔

نمونہ کلام

آپ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں کلام کہتے تھے۔آپ کے کلام سے کچھ اشعار قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں:

نعت شریف

بنامِ تو کہ احصائے صفاتت   بود ناشی ز افراطِ جہالت

مہِ اوجِ نجابت باکرامت
علمدارِ شفاعت در قیامت

بذاتِ سیّدِ والا مناقب
وجودش بہر ہر مخلوق رحمت

گروہِ انبیا میثاق دارند
کہ باایں ہر دو شد ایمان ونصرت

مدح حضرت غوث اعظم قدس سرہ

صبا جانا کدی ول شہر بغداد
سنانا جا انہاں نوں اتنی فریاد

مگر پہلے مودب دست بستہ
بچشم زار و با حالِ شکستہ

مقدس خاک محبوباں دی چمیں
ہزاراں بار صدقے جائیں گھمیں

کروڑاں بار تسلیم و تحیت
عرض کرنا بدربارِ ولایت

کہ اے محبوبِ سبحانی کرم کر
قدیمی خاکساراں ول قدم دھر

بعالم ہیچ غم خوارے نہ بینم
کسے را در جہاں یارے نہ بینم

تو پیر جملہ پیرانِ عظامی
باقلیم ولایت شاہِ ثانی

کرم سے سینکڑوں مردے جلائے
کئی غرقابِ کشتی پار لائے

غلامِ تو چناں نادار باشد
چنیں بیکار و خوار و زار باشد

غمم بسیار و غم خوارم توئی یک
جہانم دشمن و یارم توئی یک

اغثنی یاشہِ جیلاں خدارا

خدارا کر اساڈا پار بیڑا

کوئی ایسا جہاں بھر میں نہ ملا جو ہمیں بھی سجن سے ملا دیتا
یا حال مقال ملال بھرا اپنا یہ سجن کو سنا دیتا
کبھی ہم بھی تمہارے خواہاں تھے کبھی موردِ لطفِ نگاہ بھی تھے
اب یاد ہماری بھول گئے کوئی ایسا نہیں جو جتا دیتا

حافظ شیرازی کی زمین میں آپ نے غزل کہیں اور ایک مصرہ پر گرہ بھی لگائی۔ چند شعر پیش ہیں:

بیانِ سوزِ من خوں کردہ دل در جمعِ محفلہا
کلامِ شوق بیشک می کند تاثیر در دلہا
غبارِ لالہ ء خیزد ز راہِ آں پری روئے
زبس کز سیل اشکم خوں شد ستش خاک منزلہا
ازاں زلف خم اندر خم گرہ در دل بسے بستم
ز تابِ کاکلِ مشکیں مرا افتادہ مشکلہا
زخون لالہ گوں اشکم چناں شد خاک کوئے او
بر آمد لالہ خونی لباس از روئے آں گلہا
بمشکلہا مرا بیتے زِ حافظؔ یاد می آید
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
بسوزم چوں چراغؔ اندر فراقت اے صنم ہر شب

تاریخ گوئی

آپ کو تاریخ گوئی جیسے فن میں بھی مہارت حاصل تھی۔ آپ نے کئی تاریخیں کہی ہیں۔ مولانا حکیم مظفر الدین [1] کے وصال پہ آپ نے عربی میں خوبصورت قطعہ تاریخ کہا تھا۔ چند شعر ملاحظہ فرمائیں:

كَانَ مِنْ اَجْدَادِنَا خَيْرُ مَضٰى عَيْنُنَا تَجْرِىْ عَلَيْهِ كَالسَّحَالْ
عَالِمًا مُتَبَحِّرًا مُتَدَيِّنًا حَاذِقًا فِى الطِّبِ مَعْمُوْلَ الْمَقَالْ
اَلْمُسَمّٰى بِالْمُظَفَّرِ دِيْنُه اَلْمُحَلّٰى بِالْمَهَارَتِ وَالْكَمَالْ
مِنْ بَنِى الْعَبَّاسِ قَرْشِىٌّ نَبِيْلُ اَهْلُ بَيْتِ الْمُصْطَفٰى هُمْ خَيْرُ اٰلْ
لِلْفَوَاضِلِ وَ الْفَضَائِلِ جَامِعًا قَامِعًا لِلسُّقْمِ مِنْ جِسْمِ الْعِلَالْ
هٰكَذَا فِىْ كُلِّ تَصْنِيْفَاتِهٖ حُجَّةً لِلْفَضْلِ بُرْهَانُ الْجَلَالْ
قَالَ مَغْفُوْرًا سَنِيْنَ وِصَالِهٖ هَاتِفًا مُتَبَشِّرًا مِنْ سِرَّ بَالْ
اَلَا يَغْفِرُهٗ قُلْتُ سَنِيْنَ وَصْلْ لَه لَمَّا شَهِدْتُ الْاِرْتِحَالْ

مَغْفُوْرًا اور اَلَا يَغْفِرُهٗ دونوں مادوں سے 1327 اعداد برآمد ہوتے ہیں۔

وفات حسرت آیات

آپ نے 1337ھ (1918ء) میں صرف 45 سال کی عمر میں وفات پائی۔ چکوڑی شریف میں دفن ہوئے۔

---

[1] حکیم محمد مظفر الدین عباسی ہاشمی اپنے والد حکیم محمد ہاشم عباسی ہاشمی (1289ھ) کی طرح بے مثل طبیب اور جید عالم تھے۔ آپ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ زمرد اخضر و یاقوت مصنفہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی میں ترجمہ بعنوان زمرد فارسی کیا جو 1311ھ کو شائع ہوا۔ وقائع اسلاف ان کی اہم تصنیف ہے۔ جس

جانشین اور شاگرد

آپ کے وصال کے بعد آپ کے منجھلے بیٹے صاجزادہ غلام سرور عباسی [1] آپ کے جانشین بنے اور ان کے وصال کے بعد چھوٹے بیٹے صاجزادہ ظفر علی عباسی زیب سجادہ ہوئے۔آپ کے نامور ترین شاگرد غلام محمد گھوٹوی [2] تھے۔

---

[1] غلام سرور صاحب 1314ھ (1896ء) کو پیدا ہوئے۔مہمان نواز اور مہربان تھے۔ایک بار ایک عقیدت منداپنے چھوٹے سے بچے کو لیکر حاضر ہوا۔آپ نے بچے سے کہا نعت سناؤ۔بچے نے نعت سنائی۔آپ نے انعام دیا اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تجھے نعت کا اعلیٰ ذوق عطا فرمائے۔آپ کی دعا قبول ہوئی۔آگے چل کر وہ بچہ حسان پاکستان محمد اعظم چشتی [3] کے نام سے مشہور ہوا۔آپ نے 9 رجب 1371ھ (6 اپریل 1952ء) جمعہ کے روز واصل بحق ہوئے۔استاد شاعر جناب منیر احمد صابری کنجاہی کہتے ہیں:

بجز دید سرور نظر کس لیے ہے | کنجاہ سے یہاں تک سفر کس لیے ہے
اگر دل کی دل میں رہی صابریؔ تو | یہ سر کس لیے سنگ در کس لیے ہے

[2] شیخ الاسلام حضرت غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ علمی و روحانی طور پر اہل سنت کے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں۔آپ 1302ھ (1885ء) کو چودھری محمد عبداللہ کے یہاں گمرالی نزد منگووال میں پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق کنگ جٹ برادری سے تھا اور آپ کے ننھیال وڑائچ تھے۔حفظ آپ نے ٹھیکریاں میں حضرت مولانا محمد دین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کیا اور علوم دینیہ چکوڑی شریف میں حضرت خواجہ حافظ محمد چراغ سے حاصل کیے۔حضرت پیر مہر شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ 27 ربیع الثانی 1367ھ (8 مارچ 1948ء) کو وفات پائی۔آپ کا مزار شریف نور محمد کے قریب قبرستان ملوک شاہ بہاولپور میں ہے۔تاریخ وصال مہرِ عالم شرافت سے برآمد ہوتی ہے۔

[3] محمد اعظم چشتی 15 مارچ 1921ء (رجب 1339ھ) کو محمد دین چشتی کے یہاں پیدا ہوئے۔آپ پاکستان کے معروف نعت خوان اور اچھے شاعر تھے۔کئی نعتیہ مجموعے شائع ہوئے۔کلیات بھی چھپ چکی ہے۔ 14 اگست 1979ء کو حکومت نے صدارتی تمغا برائے حسن کارکردگی سے نوازا۔ 31 جولائی 1993ء (صفر 1414ھ) کو لاہور میں وفات پائی۔آپ نے سالہا سال تک پیر خانے میں ہونے والی عرس کی محفلوں میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ فخر پاکستان سے ہجری سال وصال برآمد ہوتا ہے۔

قطعاتِ تاریخِ رحلت

مولانا قاضی سلام اللہ شائق[1]

چراغِ خانداں عباس گل شد　　پناہے بود بہرِ اہلِ زحمت
بتاریخ وفاتش گفت شائقؔ　　بگو" ہے ہے چراغِ اہلِ رحمت"

1918ء

مولانا مولوی مظفر علی صاحب[2]

چوں محمد چراغ صاحب دیں　　شد ز دنیائے دوں بملکِ بقا
چوں بجستم ز غیب تاریخش　　"آہ وصالِ چراغ" گشت ندا

۱۳۳۷ھ

---

[1] حضرت مولانا قاضی سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ اُستادِ کل حضرت شیخ عبداللہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت مولانا امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ (1312ھ) کے صاحبزادے تھے اور اُستادِ کل کے علوم وفنون کے وارث تھے۔آپ نے بھی اُستادِ کل کی طرح بے شمار قطعاتِ تاریخ کہے ہیں۔تحقیقی کام نہ اُستادِ کل پہ ہوا ہے نہ آپ پہ۔آپ نے 13 دسمبر 1945ء کو بروز جمعرات مطابق 7 محرم الحرام 1365ھ کو وصال فرمایا۔اپنے گاؤں عمر چک میں سپردِ خاک ہوئے۔فقیہ العصر حضرت پیر سید یعقوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ (2003ء/ 1424ھ) آف کیرانوالہ شریف نے بریلی شریف جانے سے قبل آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے تھے۔

[2] حضرت مولانا حکیم حاجی مظفر علی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ کے نورِ نظر اور اُن کے علوم وفنون کے وارث تھے۔3 رمضان المبارک 1398ء مطابق 8 اگست 1978ء کو فوت ہوئے۔حضرت قبلہ پیر فیض الامین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے "صاحب علم وعرفاں مظفر علی" سے سالِ رحلت نکالا اور قطعہ کہا۔قطعہ آپ کے مزار کی لوح پہ دیکھا جاسکتا ہے۔مزار آپ کا عمر چک میں ہے۔

تاریخ وصال بشکلِ مربّع

حضرت خواجہ محمد چراغ عباسی ہاشمی چکوڑوی

چکوڑی شریف ضلع گجرات

بہارِ حسن ۳۲۶	بدرِ اہلِ کمال ۳۴۰	نورِ آگیں ۳۳۷	مردِ باوفا ۳۳۴
لعل آبدار ۳۳۸	مہر فزا ۳۳۳	عالم صوفی ۳۲۷	ہادیِ طریق ۳۳۹
لائق فائق ۳۳۲	جمالِ جہاں آرا ۳۳۵	نافعِ عالم	سراجِ دین ۳۲۸
عابد پارسا ۳۴۱	سرسبز ۳۲۹	سحر بیان ۳۳۱	لالہ رنگ ۳۳۶

دائیں بائیں اوپر نیچے جمع کرنے سے حضرت کا سن وصال ۱۳۳۷ھ برآمد ہوگا۔

از

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

موہنیاں شریف

حضرت خواجہ محمد چراغ چکوڑوی

رحمۃ اللہ علیہ

دوست دارِ متّقی حضرت چراغ — حق تعالیٰ کے ولی حضرت چراغ

فیض یابِ نورِ دین مصطفیٰ — حامل مہر علی حضرت چراغ

ہے چکوڑی آج بھی رشک ارم — خوشنما ہیں آج بھی حضرت چراغ

یادِ حق میں جو بسر کی آپ نے — مرحبا وہ زندگی حضرت چراغ

آپ کے در کے سوالی اَن گنت — آپکی چوکھٹ بڑی حضرت چراغ

آپ کے دربار کے دیدار سے — فرحت و راحت ملی حضرت چراغ

چاہیے جس کو وہ آجائے عروسؔ — بانٹتے ہیں روشنی حضرت چراغ

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

موہنیاں شریف

حضرت صاحبزادہ ظفر علی عباسی ہاشمی

ولادت

صاحبزادہ ظفر علی عباسی ہاشمی خواجہ محمد چراغ عباسی ہاشمی کے یہاں چکوڑی شریف میں تولد ہوئے۔آپ کی عمر ابھی کم ہی تھی کہ یکے بعد دیگرے والدہ اور والد دونوں اس دارِفانی سے تشریف لے گئے۔

آپ کی پرورش آپ کے دادا جان مولانا محمد عالم نے فرمائی۔آپ نے تمام کتب متداولہ اپنے دادا محترم کے پاس پڑھیں۔سولہ سترہ سال کی عمر میں عربی اور فارسی پر نمایاں دسترس حاصل کر لی۔

کسی کتاب کا ایک مرتبہ مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے کبھی دوبارہ مطالعہ نہیں کیا۔اپنے تمام اسباق دادا محترم کو تسلی بخش طریقے سے سنا دیتے۔

سجادگی

آپ اپنے برادرِ اکبر صاحبزادہ پیر غلام سرور صاحب کے وصال کے بعد 1952ء کو مسند ارشاد پر جلوہ فرما ہوئے۔

آپ کے حلقہ ارادت میں تمام امیر،غریب،ادیب،شاعر،محقق،علماء،صوفیاء اور ہر ذوق اور مذاق کے لوگ تھے۔

وحدتُ الوجود

میں وحدت الوجود بیان بھی کرسکتا ہوں اور سمجھا بھی سکتا ہوں۔

ذوقِ شعروسخن

آپ کو اللہ تعالیٰ نے شعروسخن کا کمال ذوق بخشا تھا۔آپ اعلیٰ پائے کے شعر کہتے تھے۔آپ کے بعض اشعار اس قدر عمدہ ہیں کہ اُن پہ کلامِ اقبال کا گمان ہوتا ہے۔

تصنیف وتالیف

آپ نے کئی کتب مرتب فرمائیں۔

1۔الامین 2۔ضربِ مجاہد 3۔دردِ فرقت

الامین: حضرت خواجہ صاجزادہ محمد امین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری (خاندانی پس منظر، کرامات اور دیگر حالات) پہ مشتمل ہے۔یہ کتاب آپ نے 1359ھ (1940ء) کو مرتب فرمائی تھی۔کتاب کے صفحات 80 ہیں۔

ضربِ مجاھد: آپ کا مجموعہ کلام ہے جسے آپ نے 1370ھ (1951ء) کو پنجاب الیکٹرک پریس گجرات سے خوبصورت کتابت کے ساتھ چھپوایا تھا۔تقریظ میں جناب احسان الحق سلیمانی[1] لکھتے ہیں:

---

[1] کنجاہ کی علمی ادبی شخصیت جناب محمد احسان الحق سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ مذہبی رہنما اور تحریک پاکستان کے سرگرم رکن حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے تھے۔10 جنوری 1925ء کو کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔آپ نے ترقی کی کئی منازل طے کیں۔کئی ملکوں کے دورے کیے۔1983ء میں چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن بہاولپور مقرر ہوئے۔1985ء کو ریٹائر ہوئے۔21 شعبان 1412ھ مطابق 26 فروری 1992ء کو راولپنڈی میں فوت ہوئے۔جنازہ وتدفین 27 فروری کو جمعرات [illegible]

جن لوگوں کو روزی کمانے کے لیے محنت و مشقت اور تگ و دو نہیں کرنی پڑتی، جن کی زندگی رنج وغم اور درد والم کے تھپیڑوں سے ہم کنار نہیں ہوتی، جن کے ہاں مریدین ومعتقدین کے جم گھٹے ان کی ملکوتی صفات کے تسلیم کرنے اور خدائے قدوس کا مظہراتم جاننے میں باک نہیں رکھتے وہ ادب کے شیریں چشموں سے اکثر غیر مانوس اور اجنبی نظر آتے ہیں۔ ایسے ذی عزت گھروں میں پرورش پانے والے لوگ عموماً یا تو بالکل آزاد و مطلق العنان ہو جاتے ہیں۔ یا صرف زاہد خشک ومتکبر بن کر رہ جاتے ہیں۔ ذوقِ حسن اور لطافت جذبات نے جو ہر پاکیزہ اور صالح ادب کی جان وروحِ رواں ہے، ظفر صاحب کو اوپر کے غیر فعال گروہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور ان کی شاعری جدتِ الفاظ اور ندرتِ خیال میں سمائی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان کے ہاں شاعری کا موضوع عاشق کی حرماں نصیبی، فرقت اور جدائی کی کلفتیں اور فلک کج رفتار کا شکوہ نہیں بلکہ جہاد، مجاہد، اخوت اور شہادت ہے۔

دردِ فرقت: جس کا دوسرا نام ارتحالِ سروری ہے۔ اس میں وہ قطعات تاریخ ہیں جو حضرت صاحبزادہ غلام سرور کی رحلت پہ لکھے گئے تھے۔ یہ 1371ھ (1952ء) میں شائع ہوا تھا۔ اس کتابچے کے 8 صفحات ہیں۔

نمونہ کلام

اپنے والد کی طرح آپ بھی شعر گوئی کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔آپ کے کچھ اشعار نمونہ کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔

تعاون

از تعاون قومِ تو گردوں وقار — از تعاون ملت تو استوار
از تعاون گنبد گرداں توئی — از تعاون ضیغم یزداں توئی
نظمِ ملت دارد اسرارِ حیات — اتحادش زیب بزمِ کائنات
از نظامِ حق بگیر ایں مہر و ماہ — قوتِ تسخیر تو فوج و سپاہ
مجلس اقوام را مسحور کن — از نظام فطرتی معمور کن

انقلابِ اسلام

لَآ اِلٰہ ہست انقلابِ عالمے — لَآ اِلٰہ ہست احتساب عالمے
سارباں را تاجِ شاہی میدہد — کارواں را کج کلاہی میدہد
ذرّہ را وسعت صحرا دہد — قطرہ را شوکت دریا دہد
حشمت اسلامیاں را آفتاب — رفعت روحانیاں را ماہتاب
سوزِ محشر از جلالِ روئے او — حسن جنت از جمالِ روئے او

انقلابِ کائنات از لَآ اِلٰہ
احتسابِ کائنات از لَآ اِلٰہ

مردِ مومن

مسلماں محافظ ہے تلوار کا
امانت کا، وعدہ و اقرار کا

وہ پتلا شرافت کا، کردار کا
ہے حامل خلافت کے اسرار کا

وہ قوموں کا سرمایۂ افتخار
وہ جمہور کا منتخب جاں نثار

ممالک کی تسخیر کا رہنما
وہ ملت کی کشتی کا ہے ناخدا

مقاصد رفیع اور ارادے بلند
وہ ناہید پر ڈالتا ہے کمند

وہ تقدیر و تدبیر کا امتزاج
وہ لیتا ہے شاہانِ عالم سے باج

وہ ظلماتِ باطل میں ہے نورِ حق
رگِ کفر کو ہے وہ ساطورِ حق

مقاماتِ توحید کا راز داں
رسالت کی تعلیم کا پاسباں

ثریا کا رفعت میں ہم دوش ہے
عروسِ قمر سے ہم آغوش ہے

شہادت کی رنگیں ادا پر نثار
ادائے فرائض میں ہے کامگار

رضائے خدا اس کو مطلوب ہے
خدا کا نبی اس کو محبوب ہے

وہ نفاذ ایزد کے آئین کا
وہ خادم ہے طٰہٰ و یٰسین کا

مجاہد

مجاہد ہے زیبائش انجمن
مجاہد سے سرسبز کشت وطن

مجاہد ہے رنگینی کائنات
مجاہد ہے رعنائی کائنات

مجاہد ہے ملت کا روحِ رواں
مجاہد ہے سرمایۂ کارواں

مجاہد کی ٹھوکر سے دریا دونیم
مجاہد ہے اعجازِ حسن قدیم

سانحہ رحلت

مختصر علالت کے بعد آپ نے 3 جمادی الاول 1393 ھ (6 جون 1973 ء) کو بدھ کے روز دن ساڑھے دس بجے کے قریب وصال فرمایا۔ اگلے روز نمازِ جنازہ ہوئی۔ صاجنرادہ پیر فیض الامین فاروقی [1] اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ

---

[1] حضرت قبلہ پیر فیض الامین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ 10 اپریل 1952 ء مطابق ۱۵ رجب ۱۳۷۱ھ بروز جمعرات حضرت خواجہ حافظ حکیم محمد مشتاق احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پیدا ہوئے۔ ہجری سال کے اعتبار سے تاریخی نام ''محمد ناظر حسین'' رکھا گیا۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی۔ سرکاری ٹیچر بھرتی ہوئے۔ ترقی کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے ایس ایس ٹی کے عہدہ تک پہنچے۔ آپ نے یہ نوکری 38 سال 2 ماہ اور 24 دن کی۔ مطالعہ آپ کا بہت زیادہ تھا۔ ہزاروں کتب و رسائل آپ نے پڑھ رکھے تھے۔ اس لیے ڈاکٹر حضرات بھی آپ کے سامنے سوچ سمجھ کر لب کشائی کرتے تھے۔ 1978ء کو شادی ہوئی۔ آپ نے سات بار حرمین شریفین کی طرف سفر کیا اور ان سات سفروں میں اکیس سے زائد عمروں کی سعادت حاصل کی۔ نظم و نثر میں آپ کی کئی کتابیں اور کئی رسائل منظر عام پر آئے۔ آپ کا اصل فن تاریخ گوئی تھا۔ یہ کام جتنا مشکل ہے آپ کو اس پر اتنا ہی عبور حاصل تھا۔ آپ نے ہزاروں شخصیات کے قطعاتِ تاریخِ رحلت کہے، سینکڑوں کتب کے قطعاتِ تاریخ اشاعت کہے اور درجنوں مدارس و مساجد کے قطعاتِ سالِ بنیاد کہے۔ آپ کے کہے ہوئے قطعاتِ تاریخِ رحلت آج بھی کئی شخصیات کے مزارات کی زینت ہیں۔ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دینے کا آپ کو بے حد شوق تھا۔ مقصد سفر کچھ اور بھی ہوتا تو بھی رستے میں آنے والے مزارات پر آپ ضرور حاضری دیتے تھے۔ آپ پابندی کے ساتھ ہر روز سونے سے قبل ڈائری لکھتے تھے اگر کسی لمبے سفر پر جاتے تو ڈائری ساتھ لے جاتے۔ آپ کی ڈائریاں بلاشبہ ایک بہت بڑا تاریخی خزانہ ہیں۔ راقم نے اس کتاب کی تصنیف کے سلسلہ میں آپ کی ڈائریوں سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ آپ کی ذات جامعِ جلال و جمال تھی۔ آپ کی طبیعت میں جس قدر نرمی اور حلاوت تھی آپ شرعی معاملات میں اُسی قدر سخت تھے۔ حضرت قبلہ پیر فیض الامین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے 21 دسمبر 2019 ء بروز شنبہ (ہفتہ) بمطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ بوقت تہجد وصال فرمایا۔ پاکستان اور ہندستان کے کئی علماء و مشائخ نے آپ کے وصال پر دکھ کا اظہار فرمایا۔ آپ کے وصال پر کئی شاعروں نے شعر اور تاریخ گوؤں نے تاریخیں کہیں۔

تین جنازے ہوئے۔ پہلا جنازہ جناب **مولانا فضل حق فاروقی نقشبندی**[1] نے دوسرا **سردار علی صاحب**[2] نے اور تیسرا **سید غالب شاہ صاحب**[3] نے پڑھایا۔

---

[1] حضرت مولانا فضل حق فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ٹھیکریاں شریف میں حضرت مولانا نیک عالم فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (1934ء) کے یہاں 1901ء کو پیدا ہوئے۔ شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ (1928ء) کے خلفیہ مجاز تھے۔ 25 صفر المظفر 1402ھ بمطابق 23 دسمبر 1981ء وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک ٹھیکریاں شریف میں ہے۔ حافظ عباد اللہ بیگوی رحمۃ اللہ علیہ (1422ھ/2002ء) نے قطعہ تاریخ رحلت کہا تھا جو کہ لوحِ مزار پہ درج ہے۔ حضرت قبلہ پیر فیض الامین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آپ بلند پایہ عالم دین، خدا ترس اور والی کامل تھے۔ حضرت قبلہ نے آپ کی تاریخ وصال ''بدرالہدیٰ مولانا فضل حق'' سے نکالی۔ آپ کے اخلاف میں کئی لوگ عالم وفاضل اور پی ایچ ڈی ہیں۔

[2] حاجی سردار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سارو چک کے ایک وڑائچ خاندان سے تھا۔ حضرت مولانا حافظ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ آف ساروکی کی صحبت میسر آئی تو دنیاداری چھوڑ کر دین دار ہو گئے۔ حضرت مولانا حافظ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ ہی ان کی مسجد کے متولی، امام اور خطیب مقرر ہوئے۔ آپ نے ساروکی کے قرب وجوار میں کم وبیش ایک درجن مساجد تعمیر کروائیں۔ ساروکی چوک میں سرگودہا روڈ کے کنارے برلب نہر اپر چہلم آپ کی تعمیر کردہ مسجد فیضانِ مدینہ آج بھی اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ سادہ طبیعت کے آدمی تھے مسجد کی لپائی کے لیے گارا خود تیار کرتے تھے۔ کہیں کچرا دیکھتے تو کسی کو کہنے کی بجائے خود صفائی کر دیتے۔ آپ نے تین سے چار عشرے قبل وصال فرمایا۔ حافظ شریف صاحب والی مسجد میں دفن ہیں۔ آپ کے کئی شاگرد اب بھی ساروکی میں موجود ہیں۔ ہر سال پانچ صفر کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ مسجد فیضانِ مدینہ کا سنگ بنیاد یکم جنوری 1962ء کو رکھا گیا۔

[3] حضرت پیر سید محمد غالب شاہ نقوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید حامد علی شاہ نقوی ولد حضرت پیر سید حاکم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں 15 صفر 1339ھ مطابق 1920ء اتوار کے روز پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام ''غالب شاہ'' ہے۔ آپ کی ولادت پہ حضرت قاضی سلام اللہ شائق رحمۃ اللہ علیہ نے قطعہ تاریخ بھی کہا تھا۔ بعد میں آپ خود بھی تاریخ کہتے تھے۔ بڑے سلف کے بڑے خلف تھے۔ راقم کے والد محترم سے آپ کا خاص تعلق تھا۔ آپ نے 2 صفر 1421ھ مطابق 3 مارچ 2006ء کو وصال فرمایا۔ وڑائچانوالہ شریف میں اپنے بزرگوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

قطعاتِ تاریخ رحلت

عطاء اللہ بخاری[1]

شاہ ظفر ہاشمی و عباسی — بد ز خدامِ شاہِ عجم و عرب
شاہ زادہ زِ آلِ عباسی — او ندید است ہیچ رنج و تعب
زاہد و عابد و فطین و خلیق — زندگی کرد بے ز لہو و لعب

گفتہ ام سالِ وصلِ او بہ ادب
وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ بحکمِ رب

1386+8=1393ھ

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی[2]

ظفر ابن چراغِ اہلِ رحمت — سراپا شفقت و لطف و عنایت
عروسؔ اُن کا جو پوچھے سالِ رحلت — تو کہیے ''معدنِ ایثار و الفت''

1393ھ

---

[1] عطاء اللہ بخاری جھیورانوالی ضلع گجرات کے ایک علم دوست گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ والد کا نام میاں جلال دین تھا۔ 1906ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے بڑے مشکل حالات دیکھے لیکن علم و ادب سے تعلق مضبوط رہا۔ آپ محنت کشوں کے ترجمان اور عمدہ کاتب تھے۔ 1965ء کو صاحبزادہ ظفر علی عباسی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے۔ آپ نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ایک کتاب تنویرِ ظفر ہے۔ عطاء اللہ بخاری 18 اکتوبر 1994ء (جمادی الاول 1415ھ) کو فوت ہوئے۔ مدفن قبرستان اعوان ٹاؤن لاہور میں ہے۔ سالِ وفات ''تنویرِ بزمِ مسرت'' سے نکلتا ہے۔

[2]

تاریخ وصال بشکلِ مربّع

حضرت خواجہ محمد ظفر علی شاہ عباسی ہاشمی چکوڑوی

چکوڑی شریف ضلع گجرات

عالی بارگاہ ۳۴۰	طلبگارِ محمد ۳۵۴	محسن اسلامیاں ۳۵۱	مردم نواز ۳۴۸
ماہ وش ۳۵۲	اہل ہوش ۳۴۷	عابد پارسا ۳۴۱	بلبل نوحہ گر ۳۵۳
محب رسول ۳۴۶	مردِ عادل ۳۴۹	مسند آرا ۳۵۶	ماہِ منور ۳۴۲
حسن دل ربا ۳۵۵	قبلہ رو ۳۴۳	پاکیزہ فکر ۳۴۵	کریمِ بے نیاز ۳۵۰

دائیں بائیں اوپر نیچے جمع کرنے سے حضرت کا سن وصال ۱۳۹۳ھ برآمد ہوگا۔

از

صاحبزادہ نجم الامین فاروقی

موہنیاں شریف

مآخذ و مراجع

1۔ادب آشنا، صاجزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

2۔احوال و کلام مولوی نور الدین انور، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ

3۔اخلاقِ مشتاق، صاجزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

4۔انفس التواریخ، صاجزادہ پیر فیض الامین فاروقی

5۔انوارِ غلام محی الدین، سید شبیر احمد شاہ بخاری

6۔تاریخِ ساداتِ خوارزمیہ، سید عبد الباسط

7۔تاریخ علی پور چٹھہ، خالد محمود قادری

8۔تحفہ دستگیریہ، حضرت غلام دستگیر قصوری

9۔تحفۃ الابرار، مرزا آفتاب بیگ دہلوی

10۔تذکرہ اولیائے گجرات، ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری

11۔تذکرہ خانوادہ ہائے عرفان و حکمت، ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری

12۔ذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

13۔تنویرِ ظفر، عطاء اللہ بخاری

14۔ذکرِ نور، صاجزادہ فخر الامین فاروقی چکوڑوی

15۔ذکرِ لطیف المعروف تذکرہ اولیائے چکوڑی شریف، صاجزادہ فیض الامین فاروقی

16۔شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدثِ گھوٹوی، صاجزادہ غلام نصیر الدین شبلی مہروی

17۔ضربِ مجاہد، صاجزادہ ظفر علی شاہ عباسی ہاشمی

18۔ضیائے عریض،منیر خالد لودھی

19۔فروغِ روئے محمد،غلام انصر علی چشتی کنجاہی

20۔کرن کرن غنیمت،صدیق مجاہد

21۔کلیاتِ اعظم،محمد اعظم چشتی

22۔گجرات بعہد قدیم و جدید،ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری

23۔گجرات میں عربی ادب کی رویت،شیخ عبد الرشید

24۔گلشن چکوڑی،مستری اللہ دتہ نوشہروی

25۔لمعاتِ چراغ،خواجہ محمد چراغ عباسی ہاشمی

26۔مکتوباتِ طیبات (مہر چشتیہ)،صاحبزادہ سید غلام محی الدین شاہ گولڑوی

27۔مہر منیر،مولانا فیض احمد فیض گولڑوی

28۔نصابِ مغفرت،صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی

دیگر

29۔صاحبزادہ فیض الامین فاروقی کی ڈائریاں

30۔کتب خانہ دار الفیض میں موجود تحریری نوادرات

31۔سینہ بسینہ منتقل ہونے والی معلومات

32.History of indigenous education in the punjab

قلمی نوادرات

تحفہ دستگیریہ پہ حضرت حافظ نور الدین فاروقی کی تقریظ



بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲۰

تقریظ بر تحفہ دستگیریہ از حضرت استاذ العلماء ملاذ الفضلاء زبدۃ المتقین مولانا الحافظ نور الدین
چکوڑی دام ظلہ اللہ تعالی شاگرد رشید حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی یکلان رحمہ الرحمن
اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ حمدا کثیرا ثم اعلم ایہا المنصف الطالب للحق انی قد طالعت ہذا الکتاب
المسمی بالتحفۃ الدستگیریۃ حرفا فحرفا فوجدتہ نورا لوادی [illegible] انشورا آخر غیر مخالف للکتاب والسنۃ وتعامل
السلف والخلف وحقا مشہورا وصادقت سنانہ حصینا محفوظا [illegible]
ودلائلہ اعناق النجدیۃ سیفا مسلولا وبراہینہ من اللہ منصورا فتثبت للمتمسک بذیل الحق حجۃ
نصیر بفضل اللہ فی الدارین مسرورا وکثیرا ما طالعت رسائل المخالفین اعنی الوہابیین النجدیین
المتعصبین فوجدت دعاویہم فاسدۃ ودلائلہم کاسدۃ فتجنب عن اتباعہم متمسکا بالکتاب و
السنۃ واقوال المتقدمین المجتہدین فی الدین وتعاملہم لانہم قطاع الطریق ولصوص الدین یطعنون
علی السلف العظام من الخلف الکرام بالاشراک والابتداع وخلل النظام معاذ اللہ معاذ اللہ وانا اقول
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم امنت باللہ وبما قال اللہ علی ما اراد اللہ وامنت برسول اللہ وبما جاء
رسول اللہ علی ما اراد رسول اللہ اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین ۔ یا رسول اللہ اسمع قالنا ؛ یا حبیب اللہ انظر حالنا ؛ اننی فی بحر ذنب مغرق
خذ یدی سہل لنا اشکالنا ؛ کتبہ احقر الساعین الحافظ نور الدین ۔ تقریظ از عمدۃ العلماء زبدۃ
الفضلاء مقبول بارگاہ [illegible] مولانا الحافظ کرم الدین تلمیذ رشید حضرت مولانا حافظ صاحب ممدوح

خلاصہ کیدانی پہ حضرت حافظ نورالدین فاروقی کے تصدیقی دستخط

حاشیہ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۱۰

وَتَرْكُ فَرْضٍ مِّنَ الْفَرَائِضِ بِلَا عُذْرٍ وَلَوْ
وگذاشتن فرضے از فرضہائے بے بہانہ اگرچہ

طَرَاءَ فَوَاتُهُ بِدُوْنِ اِخْتِيَارِهٖ وَتَعَمُّدُ الْحَدَثِ
عارض شد در گذشتن او بے گزیدن او وبقصد کردن او حدث را

قبل ازیں یک سالہ بر اثبات سنیت رفع سبابہ بمواہیر علمائے ذیل طبع کردہ شد

ذیل طبع کردہ شد

غلام جیلانی پشاوری	احمد دین بگوی	نور محمد کمیرا	نور محمد چیلا	مولوی عبد اللہ ملتانوی
مولوی نوردین چکوڑوی	شیر محمد بھہ والہ	احمد صاحب کاشمیری	مولانا غلام رسول صاحب ساکن قلعہ	حافظ غلام محمد لاہوری
مولوی غلام علی قصوری	حافظ ولی اللہ حنفی لاہوری	محمد سعید پشاوری	اطلاع ہر کسے کہ خواہد نقل ایں حاشیہ بکند اجازت عام است	

فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۳ ۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور

سراج الاخبار میں حضرت حافظ نور الدین فاروقی کے انتقال کی خبر

ـشامد ہین ضلع کی افسران مدارس کے دلپذیر
ـصیلات مین جاکر خود تنخواہ لانے کی نیت
ـورا سمین اونکی نزدیک کونسی حکمت عملی متصور
ـنزدیک ایسی دستور سے دو تین روز تک تعلیم
ـج نمایان ہے۔ پس ہم ملتمس ہین کہ اس ضلع
ـفسران تعلیم بھی اور اضلاع کی طرح فی تحصیل
ـراہی عنایت فرماوین جو ہر ایک مدرسہ مین
ـتقسیم کرآیا کرے اور مدرسین بیچاری اس تکلیف
ـدین اور تعلیم مین بھی ہرج واقع نہو +
راقم - ایک خیرخواہ مدارس از ٹانڈہ

ـہمدردی حیوانات بٹالہ

ـس پاس بہہ ڈھونڈہی جنگل مین
ـہوا شہر مین لے کا بغل مین
ـرگان کمیٹی ہمدردی حیوانات بٹالہ کی اسقدر
ـن کہ بیان نہین کرسکتی۔ بیشک اس کمیٹی کا
ـباب کی لئے فخر ہے۔ موجود فوائد ہمدردی حیوانات
ـہو پہنچے اور پہونچ رہے مین وہ اسقدر نہین کہ
ـرطاس پر تحریر ہوسکین۔ معاونین کمیٹی

پر حرف گیری نہ کرسکی اور بیچاری معیبت کی ماری گھوڑے
بھی تکلیف مالایطاق سے رہائی پاکر ممبران کمیٹی کے حق مین
دعائین دیوین + راقم - ایک خیرخواہ حیوانات از ٹانڈہ۔

وفات حسرت آیات

کمال تاسف اور ہزار افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ مولانا مخدومنا
فاضل اجل عالم بے بدل مفتی کامل فقیہ اکمل حضرت حافظ
محمد نور الدین صاحب ساکن چکوڑی ضلع گجرات ۲۵ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو
پنجشنبہ کے روز اس دار فنا سے عالم بقا کو نہضت فرما ہوکر دار الخلد
مین رونق افروز ہوئے۔ میرے دوست مولوی محمد دین
صاحب قریشی مدرس مشن سکول گجرات نے مندرجہ ذیل قطعہ
تاریخ وفات تصنیف فرمایا ہے۔

آن نور دین و دنیا حافظ کلام حق
از دہر بے ثبات چو بر بست رخت خویش
بنہاد بہر سال بعالم چہ یادگار زیست
(مفروق) کارہائے نیک (مفروق منہ) ز رخت حیات خویش

مادہ ۱۳۰۳ – باقی ۳۱۷ – منفی ۱۶۱۹ اند

راقم - نور احمد مدرس مشن سکول گجرات

صاحبزادہ محمد امین فاروقی کا نمونہ تحریر

تیمناً بندہ کردہ اللہ علیہ

فلم یجز الذبح فوق العقدۃ ای عقدۃ
الحلقوم بان یکون الذبح بینہا و بین الراس
و لا تحت العقدۃ بان یکون الذبح بینہا و بین اللبۃ
لانہ لم یحصل ح قطع واحد من الحلقوم والمری والاصحاب
و ان شرطوا قطع الاکثر الاربع فلا بد عندہم من قطع الحلقوم بالذبح
والمری وقال لا بد من قطع الاربع و قیل یجوز سواء
بقیت العقدہ مما یلی الراس ۱۲ نقل منہ تو اصل از ملا علی قاری
تکملی شرح مختصر وقایہ باب الذبائح

[illegible] محمد امین [illegible]

کسی باذوق عقیدت مند نے صاحبزادہ محمد امین فاروقی کی بارگاہ میں چند غزلیات نقل کر کے پیش کیں

چند غزلیات اتحافاً بحضور قبلۂ عالم صاحبزادہ صاحب حلو ربوالہ فضلہٗ

صبا با زلف یارما چہ کردی ‌ ‌ زدی برہم قرار ما چہ کردی

نہ شستی گرد کلفت از دلِ یار ‌ ‌ بگو ای گریہ کار ما چہ کردی

مکدر گر نگردی با تو گویم ‌ ‌ کہ با مشت غبارِ ما چہ کردی

کفِ خاکِ مرا بر باد دادی ‌ ‌ چہ کردی شہسوار ما چہ کردی

تو شمعی با تو میگویم بصد سوز ‌ ‌ کہ با شبہای تار ما چہ کردی

فگندی خار واقف را بہ بستر
چہ کردی گلعذار ما چہ کردی

بجرم مبتلا کردی چہ کردی ‌ ‌ ستم کردی جفا کردی چہ کردی

صاحبزادہ محمد امین فاروقی کی طرف امرتسر سے جلال الدین دندان ساز کا خط

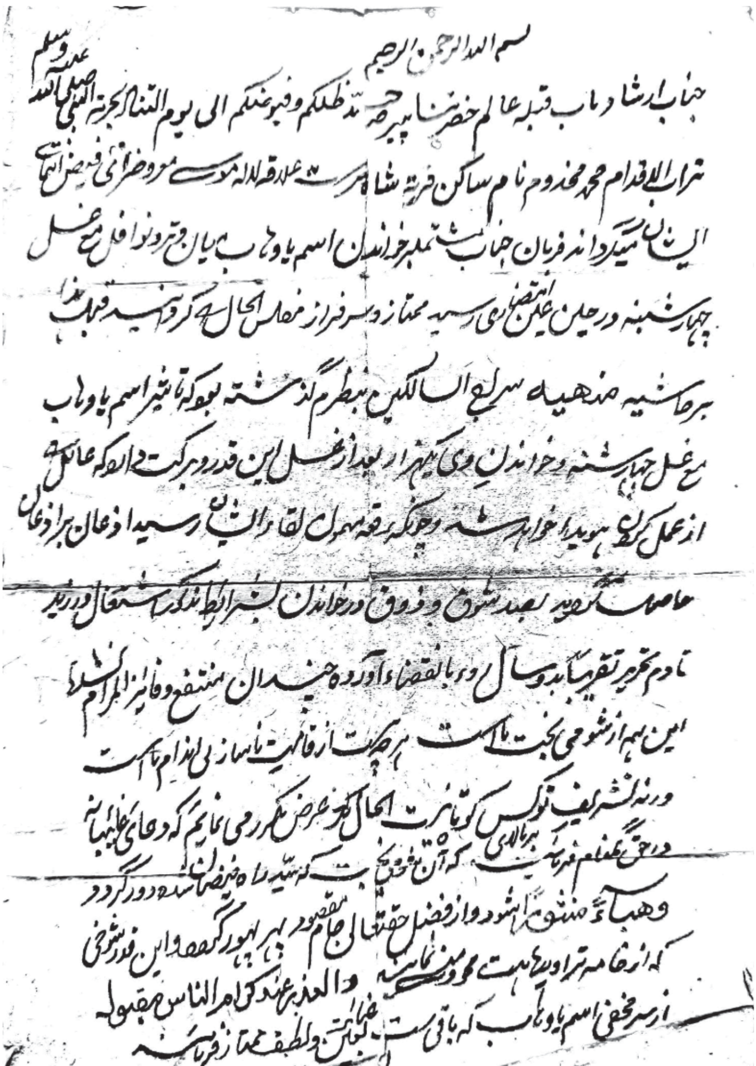
امرتسر ۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء

جناب حضرت صاحب قبلہ و کعبہ زاد لطفہ

بعد ادائے آداب کے عرض یہ ہے کہ تعویز پہونچ گئے تھے
جواب میں دیر ہو گئی ہے معاف فرماویں۔ تا حال الحمد
جناب کی دعاء سے خیر و عافیت ہے۔ عزیز احمد کی
والدہ دست بستہ عرض کرتی ہے کہ جناب بوقت مراقبہ توجہ
فرما کر دعاء میری تندرستی کے واسطے درگاہ الٰہی میں
فرمایا کریں۔ اور نیز تعویز اور عنایت فرماویں
گھر میں بخدمت جملہ بیبیوں کو سلام میری اہلیہ کی طرف سے
دست بستہ قبول ہو۔ برخوردار عزیز احمد و عزیز بیگم
سلام عرض کرتے ہیں۔ میری طرف سے بھی بخدمت جملہ احباب
علیکم قبول ہو۔ الراقم خاکسار جلال الدین دندان ساز
کار لائقہ سے یاد فرماتے رہا کریں

دفعہ [illegible] کیا کریں تاکہ مجھ کو [illegible] دیا اور تعویز نہ گم نہ ہو جاویں

صاحبزادہ محمد امین فاروقی کی طرف شاہ سرمست سے میاں مخدوم صاحب کا خط


بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب ارشاد ماب قبلہ عالم حضرت پیر صاحب مد ظلکم وفیوضکم الی یوم التناد بحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تراب الاقدام محمد مخدوم نام ساکن قریہ شاہ سرمست علاقہ لالہ موسی معروض ان فیض انتماء

این است میگرداند فرمان جناب شد نمبر خواندن اسم یا وہاب بیان وتر ونوافل مع غسل

چہار شنبہ در حین [illegible] اختصاری رسید ممتاز و سرفراز مفاد الحال گرد خواہید قبلہ

بر حاشیہ منہیہ سر لوح السالکین بطرم گذشتہ بود کہ تاثیر اسم یا وہاب

مع غسل چہار شنبہ و خواندن وی کہ بہر [illegible] از غسل این قدر و برکت دارد کہ عامل

از عمل کردن ہویدا خواہد شد و چونکہ رقعہ [illegible] رسید [illegible]

[illegible] گردید بصد شوق و ذوق در خواندن بشرائط [illegible] اشتغال ورزید

تا دم تحریر تقریبا بدو سال [illegible] بالقضاء آوردہ چندان منتفع و فائز المرام نشد

این ہمہ از شوخی بخت ما است ہر چہ ہست از قامت ناساز بی اندام ما است

ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست الحال بحضرت عرض مکرر می نمائیم کہ دعای [illegible]

در حق [illegible] [illegible]

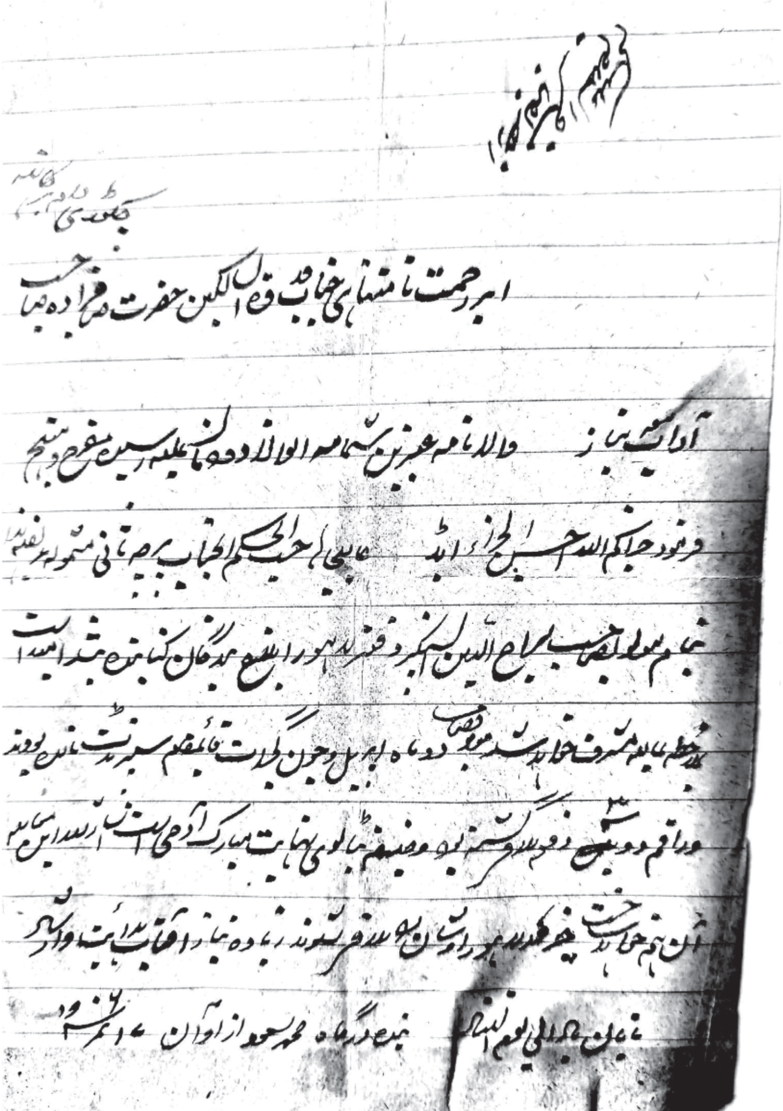
[illegible]

کہ از خامہ [illegible] [illegible]

از سر [illegible] اسم یا وہاب کہ باقی است [illegible] والعذر عند کرام الناس مقبول

[illegible]

صاحبزادہ محمد امین فاروقی کی طرف صاحبزادہ محمد مسعود آوانی کا خط


بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

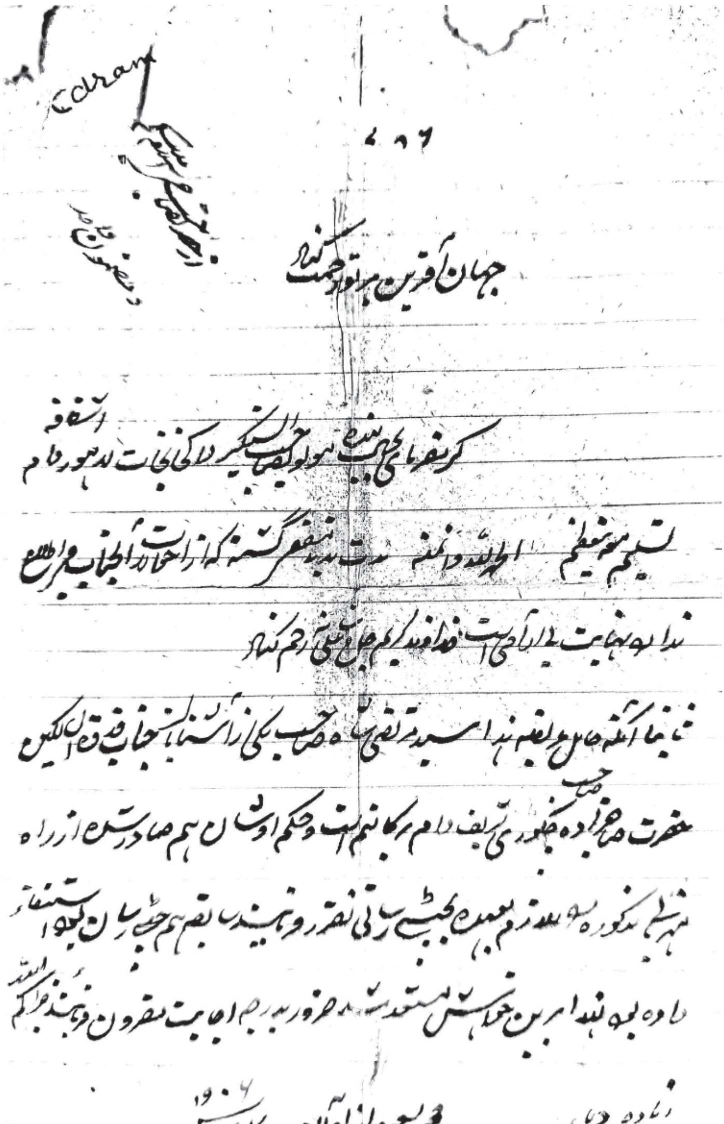
ابر رحمت نامتناہی جناب قدوۃ السالکین حضرت صاحبزادہ صاحب

آداب نیاز ... والا نامہ عنبرین شمامہ ...

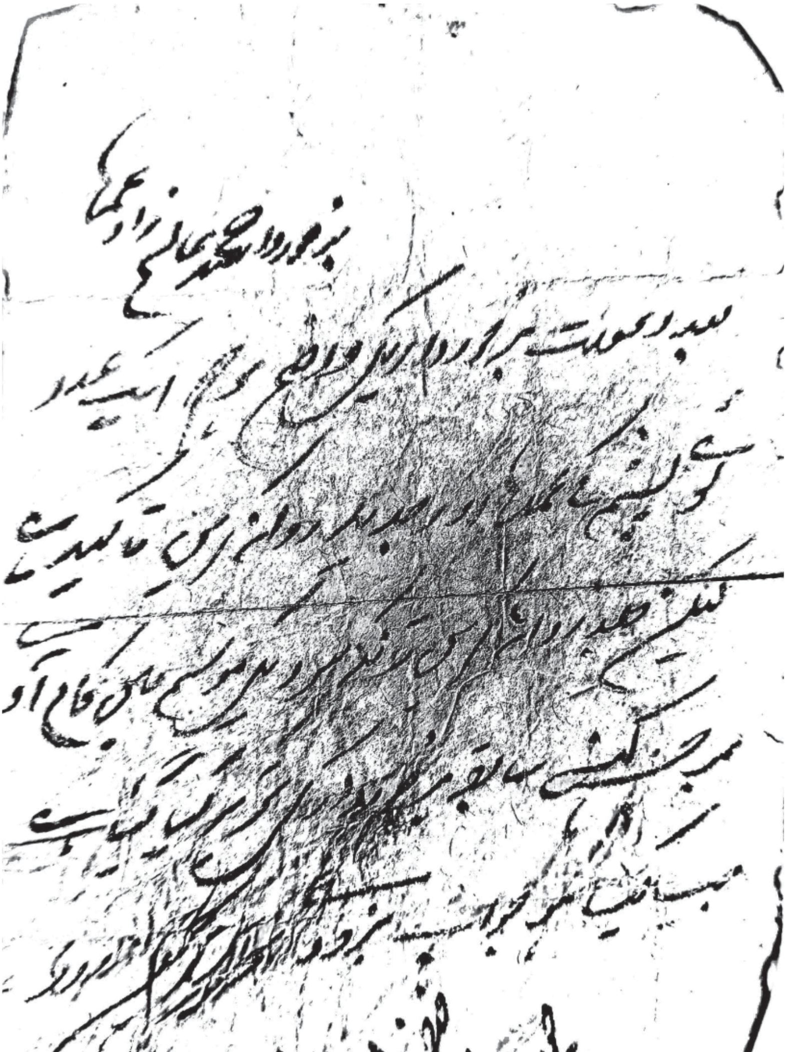
... جزاکم اللہ احسن الجزاء ...

... محمد مسعود از آوان ...

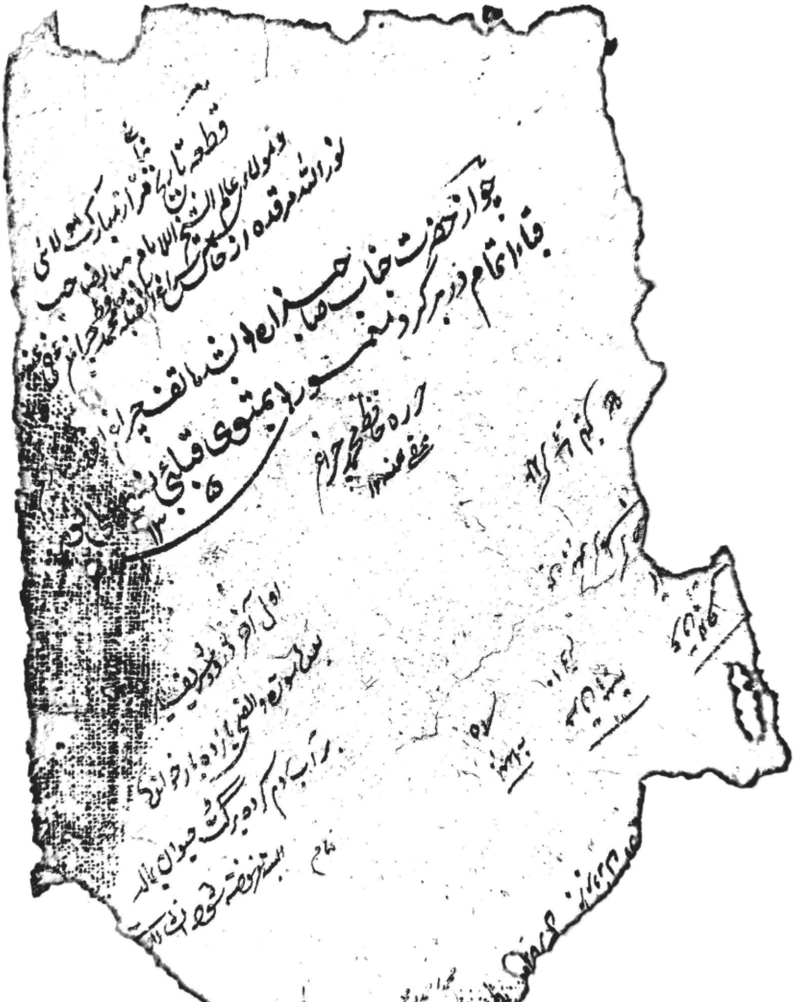
دوسرا حصہ


جهان آفرین بر تو رحمت کناد
کرمفرمای [illegible] دام [illegible]
تسلیم [illegible] الحمدلله و المنه [illegible] گشته که از احوالات آنجناب [illegible]
[illegible] خداوند کریم [illegible] رحم کناد
[illegible] سید مرتضی شاه صاحب [illegible] جناب [illegible]
حضرت صاحبزاده صاحب [illegible] تشریف [illegible] حکم ایشان هم [illegible] از راه
[illegible] مذکوره [illegible]
[illegible] اجابت مقرون [illegible]

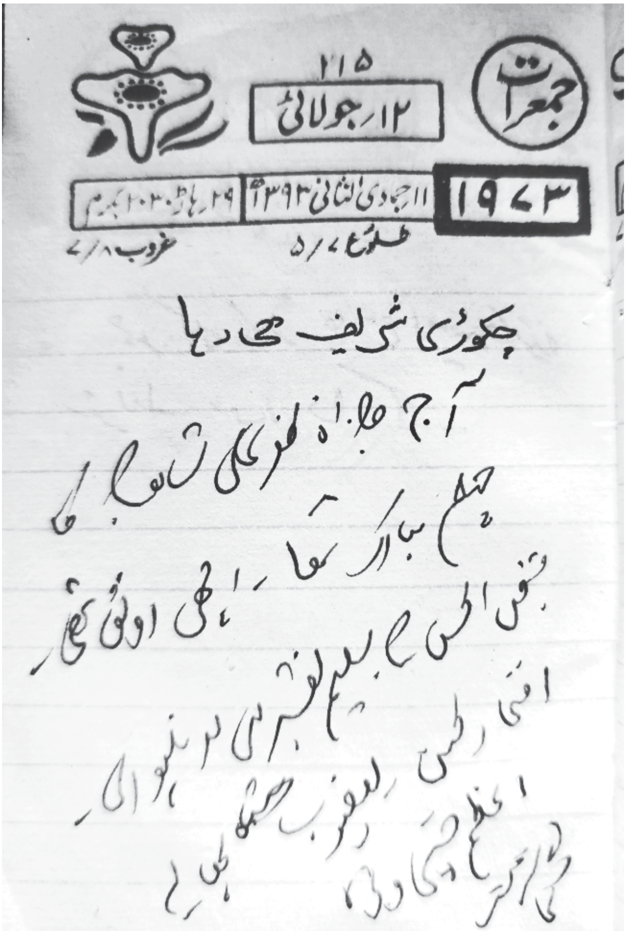
مولانا محمد عالم عباسی کی طرف چودھواں سے اُن کے والد مولانا فیض احمد کا رقعہ



حضرت حافظ محمد چراغ عباسی ہاشمی کا نمونہ تحریر



حضرت قبلہ پیر فیض الامین فاروقی کی ڈائری کا ایک صفحہ


۲۱۵
۱۲ر جولائی
جمعرات
۱۹۷۳
۱۱ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ
۲۹ ہاڑ ۲۰۳۰ بکرمی
طلوع ۵/۷
غروب ۸/۷

چکوڑی شریف میں رہا
آج حافظ ظہور الٰہی شاہ کا
چہلم مبارک تھا۔ اچھی رونق تھی۔

بیادِ چکوڑی

یہ دل کے شوق نے ہے بات جوڑی
کہ دیکھیں رونق ارضِ چکوڑی

چکوڑی عالموں کا اک گراں ہے
بہارِ لطف سے اک گلستاں ہے

بہار علم و عرفاں اس میں آئی
مچی تھی چار سو جس کی دہائی

خدا کے فضل سے یاں نورِ دیں سے
نشاطِ شوق سے لطف امیں سے

ہر اک گھر فیض سے آباد تھا یاں
ہر اک انسان بس دلشاد تھا یاں

خدا کی ان پہ ہے اک مہربانی
کہ دیکھی دہر میں جن کی کہانی

خدا اِن کو سدا آباد رکھے
جہاں میں ہر طرح دلشاد رکھے

ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری
رحمۃ اللہ علیہ